سرکاری رپورٹ — تیرھواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ 29 مئی 1996ء بمطابق 11 محرم الحرام 1417 ہجری

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱۔	آغاز تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۴
۲۔	وقفہ سوالات	۵
۳۔	رخصت کی درخواستیں	۲۶
۴۔	مشترکہ قرارداد نمبر ۱۴ (شیخ جعفر خان مندوخیل نے پیش کی) (منظور کی گئی)	۲۷
۵۔	مشترکہ قرارداد نمبر ۱۳ (میر محمد اکرم بلوچ نے پیش کی) (منظور کی گئی)	۵۳

جلد تیرھواں — شمارہ ہفتم

(الف)

1- جنابِ اسپیکر ________ عبدالوحید بلوچ

2- جناب ڈپٹی اسپیکر ______ ارجن داس بگٹی

1- سیکریٹری اسمبلی ________ اختر حسین خاں

2 جوائنٹ سیکریٹری (قانون) _____ عبدالفتاح کھوسہ

(ب)

صوبائی کابینہ کے ارکان

۱۔ نواب ذوالفقار علی مگسی	پی بی ۲۶ جھل مگسی	وزیر اعلیٰ
۲۔ جام محمد یوسف	پی بی ۳۴ لسبیلہ	سینئر وزیر
۳۔ شیخ جعفر خان مندوخیل	پی بی ۱۴ ژوب	وزیر خزانہ
۴۔ میر عبدالنبی جمالی	پی بی ۲۰ جعفر آباد I	پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
۵۔ ملک گل زمان کاسی	پی بی ۲ کوئٹہ II	وزیر ترقیات و منصوبہ بندی
۶۔ میر عبدالمجید بزنجو	پی بی ۳۲ آواران	وزیر لائیو اسٹاک
۷۔ ملک محمد شاہ مردانزئی	پی بی ۱۳ ژوب قلعہ سیف اللہ	حج و اوقاف زکوۃ
۸۔ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ	پی بی ۳۷ تربت I	وزیر تعلیم
۹۔ مسٹر محمد ایوب بلیدی	پی بی ۳۸ تربت II	وزیر مال / ایکسائز
۱۰۔ مسٹر محمد اکرم بلوچ	پی بی ۳۹ تربت III	وزیر اطلاعات کھیل و ثقافت
۱۱۔ مسٹر کچکول علی بلوچ	پی بی ۳۶ پنجگور	وزیر ماہی گیری
۱۲۔ مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی	پی بی ۹ قلعہ عبداللہ II	وزیر آبپاشی و ترقیات
۱۳۔ ڈاکٹر کلیم اللہ	پی بی ۱ کوئٹہ I	ایس اینڈ جی اے ڈی و قانون
۱۴۔ مسٹر عبیداللہ بابت	پی بی ۱۱، لورالائی	وزیر جیل خانہ جات
۱۵۔ مسٹر عبدالقہار ودان	پی بی ۸، قلعہ عبداللہ I	وزیر جنگلات
۱۶۔ سردار ثناء اللہ زہری	پی بی ۳۰، خضدار I	وزیر بلدیات
۱۷۔ میر اسرار اللہ زہری	پی بی ۲۹ قلات	وزیر زراعت
۱۸۔ حاجی میر لشکری خان رئیسانی	پی بی ۲۴ بولان I	وزیر انڈسٹریز معدنیات
۱۹۔ نوابزادہ گزین خان مری	پی بی ۱۸ کوہلو	وزیر داخلہ
۲۰۔ نوابزادہ چنگیز خان مری	پی بی ۱۶ سبی	مواصلات و تعمیرات
۲۱۔ میر خان محمد خان جمالی	پی بی ۲۱ جعفر آباد II	وزیر خوراک
۲۲۔ سردار نواب خان ترین	پی بی ۱۷ سبی / زیارت	وزیر بیاڈواسا
۲۳۔ سردار محمد طاہر خان لونی	پی بی ۱۰ لورالائی I	وزیر صحت

۲۴۔ مسٹر طارق محمود کھیتران	پی بی ۱۲ بارکھان	وزیر خاندانی منصوبہ بندی
۲۵۔ مسٹر سعید احمد ہاشمی	پی بی ۳ کوئٹہ III	مشیر وزیر اعلیٰ
۲۶۔ ملک محمد سرور خان کاکڑ	پی بی ۷ پشین II	وزیر بے محکمہ
۲۷۔ عبدالوحید بلوچ	پی بی ۴ کوئٹہ IV	اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی
۲۸۔ ارجنداس بگٹی	ہندو اقلیت	ڈپٹی اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی

اراکین اسمبلی

۲۹۔ حاجی سخی دوست محمد	پی بی ۵ چاغی
۳۰۔ مولانا سید عبدالباری	پی بی ۶ پشین I
۳۱۔ مولانا عبدالواسع	پی بی ۱۵ قلعہ سیف اللہ
۳۲۔ نوابزادہ سلیم اکبر بگٹی	پی بی ۱۹ ڈیرہ بگٹی
۳۳۔ میر ظہور حسین خان کھوسہ	پی بی ۲۲ جعفر آباد ر نصیر آباد
۳۴۔ مسٹر محمد صادق عمرانی	پی بی ۲۳ نصیر آباد
۳۵۔ سردار میر چاکر خان ڈومکی	پی بی ۲۵ بولان II
۳۶۔ نواب عبدالرحیم شاہوانی	پی بی ۲۷ مستونگ
۳۷۔ مولانا محمد عطاء اللہ	پی بی ۲۸ قلات ر مستونگ
۳۸۔ مسٹر محمد اختر مینگل	پی بی ۳۱ خضدار II
۳۹۔ سردار محمد حسین	پی بی ۳۳ خاران
۴۰۔ سردار محمد صالح خان بھوتانی	پی بی ۳۵ لسبیلہ II
۴۱۔ سید شیر جان	پی بی ۴۰ گوادر
۴۲۔ مسٹر شوکت ناز مسیح	عیسائی
۴۳۔ مسٹر سترام سنگھ	سکھ پارسی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

اجلاس مورخہ 29 مئی 1996ء بمطابق 11 محرم الحرام 1417 ہجری

(بروز بدھ)

زیر صدارت ارجن داس بگٹی - ڈپٹی اسپیکر

بوقت گیارہ بجے (صبح) صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالمتین اخوندزادہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ
اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

ترجمہ - آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو۔ جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دے گا۔ بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

وقفہ سوالات

جناب ڈپٹی اسپیکر : ارجن داس بگٹی سوال نمبر 325 مولانا عبدالباری صاحب' کا ہے دریافت فرمائیں۔

325 مولانا عبدالباری : کیا وزیر ملازمتہاء نظم و نسق عمومی ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ سال 95-1994ء کے دوران محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی میں گریڈ 1 تا 16 کل کس قدر آسامیاں تخصیص کی گئی ہیں' نیز ان آسامیوں پر تعینات شدہ افراد کی تعیناتی کی معیار کا پیمانہ رکھا گیا ہے؟ تفصیل دی جائے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان

وزیر ملازمتہاو نظم و نسق عمومی : 95-1994ء کے دوران محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی میں 9 جونیئر کلرک اور 3 نائب قاصد کی کل 12 آسامیاں تخصیص کی گئی ہیں' جن کی تفصیل منسلک ہذا ہے۔

I- منشی صغیر کی تعیناتی کے لئے درج ذیل معیار رکھا گیا ہے۔

1- کسی بھی مستند یونیورسٹی یا متعلقہ تعلیمی بورڈ سے میٹرک یا یکساں تعلیمی قابلیت۔

2 ٹائپنگ میں 30 لفظ فی منٹ' منشی صغیر کی تمام آسامیاں براہ راست بھرتی کے ذریعے کی جاتی ہیں۔

II. چپڑاسی کے لئے درج ذیل معیار رکھا گیا ہے۔

1 کوئی تعلیمی قابلیت نہیں رکھی گئی ہے۔

2 تمام آسامیاں براہ راست بھرتی کی جاتی ہیں' درج بالا تمام آسامیوں کے لئے کم از کم عمر 18 سال اور زیادہ سے زیادہ 28 سال مقرر کی گئی ہے۔

نمبر شمار	نام	ولدیت	----
1-	عبدالخالق	مولوی عبدالسلام	منشی صغیر
2-	علی اکبر	حاجی محمد ہاشم	منشی صغیر
3-	محمد اسحاق	سعد اللہ	"
4-	عبدالغنی	عبداللطیف	"
5-	محمد جان	عبدالواحد	"
6-	نعمت اللہ	نور احمد	"
7-	سید عبدالجبار	سید معصوم شاہ	"
8-	نجیب اللہ	محمد ہاشم	"
9-	عبیداللہ	ملک طور	"

1-	اصغر علی	محمد ابراہیم	چپڑاسی
2-	امیر جان	محمد ابراہیم	"
3-	محمد ظہور	محمد یاسین	"

(ڈاکٹر کلیم اللہ خان) وزیر ملازمتہا و نظم نسق عمومی : اس سوال کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے' میرے خیال میں' اس سوال پر آپ کا اگر کوئی سوال ہے تو کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : اگر کوئی ضمنی سوال۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر 95-1994ء کے دوران جو بھرتی لسٹ دی گئی ہے' 12 آسامیاں' کیا ان بارہ آسامیوں کو اخبار میں مشتہر کیا گیا تھا یا نہیں' اس کی ایڈورٹائزمنٹ ہوتی تھی یا نہیں۔

وزیر ملازمتہاء نظم ونسق عمومی : جناب والا اس کے لئے جو عام رولز ہوتے ہیں اس کے مطابق کیا جاتا ہے اور سب ضروریات پوری کی جاتی ہیں' مقامی اخبارات میں نوٹس لگتے ہیں وغیرہ وغیرہ' جو ہمارے رولز تھے اس کے مطابق بالکل کیا ہے' ان میں سیکڑوں لوگ اسپئیر ہوئے تھے' سیکڑوں لوگوں نے امتحان دیا' اس کے مطابق جو لوگ پاس ہوئے انہیں لگایا گیا۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر میرے خیال میں یہ جو اخبار میں اشتہار دیا تھا اور جو لوگ تعینات کئے گئے ہیں تو براہ مہربانی وزیر صاحب وہ اخبار بتائیں جس کے حوالے سے وہ بات کررہے ہیں کہ کس کس اخبارات میں انہوں نے دیا تھا جو تعینات کردہ منشی صغیر' جس کے معنی ہیں جونیئر کلرک اس کی تعلیمی قابلیت کے بارے میں' میں نے پوچھا ہے' اس میں انہوں نے نو لڑکوں کو بھرتی کیا ہے ان کی جو تعلیمی قابلیت ہے وہ بتائیں۔

وزیر ملازمتہاو نظم نسق و عمومی : مولانا صاحب آپ نے جو بات پوچھی ہے ہم نے وہ آپ کو بتلائی ہے' اور آپ جو ابھی نئے ڈاکومینٹ مانگ رہے ہیں۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر میں نے پوری تفصیل مانگی ہے۔

وزیر ملازمتہاو نظم ونسق عمومی : آپ نے کیا تفصیل مانگی ہے' مثلاً"

مولانا عبدالباری : مثلاً" تعلیمی قابلیت اور وزیر صاحب نے جواباً" تعلیمی قابلیت کا لفظ لکھا ہے' پیپر پر ہے تعلیمی قابلیت' صفحہ کے بیچ میں ہے' تعلیمی قابلیت لکھی ہے مگر بتائی نہیں ہے' کس کی کتنی قابلیت ہے۔

وزیر ملازمتہاو نظم و نسق عمومی : کسی بھی مستند یونیورسٹی یا متعلقہ تعلیمی بورڈ سے میٹرک یا یکساں تعلیمی قابلیت پاس' یہ آپ کو دیا ہوا ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر مقصد کی بات یہ ہے کہ منشی صغیریا الفاظ دیگر جو جونیئر کلرکوں کی بھرتی ہوئی ہے جو آپ نے فیگر میں تو بتائے ہیں' اس بارے میں آپ بتا دیں' اس میں کون سے میٹرک پاس ہیں' ایف اے کیا ہوا ہے' میں نے یہ جواب مانگا ہے۔

وزیر ملازمتہاو نظم و نسق عمومی : آپ ایک بات پوچھتے ہیں فلاں آسامی کے لئے کونسی تعلیمی قابلیت ہونی چاہئے' اس کا جواب ہم نے دے دیا' جو سوال آپ نے پوچھا ہے اس کے متعلق جواب دیا ہے اور اس کے مطابق جواب دیا ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب یہاں پر ایک طرف تو وزیر صاحب بتا رہے ہیں کہ انہوں نے اشتہار دیا ہے مقامی اخبارات میں او ردوسری طرف جواب یہ بتا رہے ہیں کہ براہ راست بھرتی کی گئی ہے' تمام آسامیاں براہ راست بھرتی کی جاتی ہیں جبکہ سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ ہے کہ اشتہار اور ایڈور ٹائزمنٹ اور انٹرویو کے بغیر کوئی بھرتی نہیں ہو سکتی ہے۔

وزیر ملازمتہاو نظم و نسق و عمومی : دیکھئے مولانا صاحب پہلے آپ اس کو سمجھا کریں۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکروزیر صاحب پتہ نہیں دو قسم کے جواب دے رہے ہیں ایک طرف تو وہ اشتہار کی بات کررہے ہیں کہ مقامی اخبار میں اشتہار دیا ہے' اور دوسری طرف وہ براہ راست بھرتی کی بات کررہے ہیں۔

وزیر ملازمتہاو نظم و نسق عمومی : مولانا صاحب براہ راست کا مطلب یہ ہوتا ہے' ایک پروموشن سے ایک براہ راست بھرتی ہوتی ہے ان جگہوں کو پروموشن سے فل اپ نہیں کیا گیا ہے' بلکہ براہ راست اشتہار اور ضروریات پورا کرنے کے بعد ان کی تعلیمی قابلیت کے بعد ان سے انٹرویو لیا گیا' ان نو لڑکوں سے ٹائپ کا ٹیسٹ اور ٹیسٹ لیا گیا پھراس کے بعد ان کی بھرتی کی گئی آپ اس میں اور کیا چاہتے ہیں۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر اس میں یہ ہے کہ مقامی اخبارات کے بارے میں یہ ابھی بتا رہے ہیں جواب میں دو صفحات کی تفصیل دی ہے' اس میں نہ مقامی اخبار کا ذکر ہے نہ کسی اشتہار کا ذکر ہے' وہ مقامی اخبار کا حوالہ دیں کہ انہوں نے کس مقامی اخبار میں اشتہار دیا تھا۔

وزیر ملازمتہا نظم و نسق و عمومی : مولانا صاحب جو بات آپ پوچھتے ہیں۔

مولانا عبدالباری : یہی بات پوچھتے ہیں آپ اس کا جواب دے دیں بس' کون سے مقامی اخبار میں.......

وزیر ملازمتہائے و نظم نسق عمومی : آپ آئندہ اسمبلی اجلاس میں اس پر سوال کریں' اس کا جواب ہم دے دیں گے' آپ نے یہ جو کراس کواسچن مانگا ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر کراس کواسچن کا میں نے نہیں پوچھا ہے میں نے معیار اور پیمانے کا پوچھا ہے اور یہ کہ نیز ان آسامیوں پر تعینات شدہ افراد کی تعیناتی کا معیار کا پیمانہ رکھا گیا ہے' تفصیل دی جائے۔

وزیر ملازمتہاو نظم و نسق عمومی : معیار بتایا ہے اور پیمانہ بتایا ہے' معیار یہ ہے کہ وہ میٹرکولیٹ ہونا چاہیں۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر جن لڑکوں کی بھرتی کی گئی ہے ان کی قومیت بتائی جائے' کیونکہ ہم یہ پوچھتے ہیں کہ یہ پورے بلوچستان سے بھرتی ہوئے ہیں' کیا کسی خاص ڈسٹرکٹ سے بھرتی ہوئی ہے یا کسی خاص حلقہ سے۔

وزیر ملازمتہاو نظم و نسق عمومی : مولانا صاحب ان کی بھرتی پورے بلوچستان سے ہوئی ہے۔

مولانا عبدالباری : تو پھر آپ ذرا پورے بلوچستان کا بتادیں۔

وزیر ملازمتہاو نظم ونسق عمومی : کواسچن کریں آپ اگلے وقت کے لئے کواسچن' تاکہ ہم آپ کو بتادیں۔

مولانا عبدالباری : پتہ نہیں اگلا وقت آپ کے پاس ہے یا نہیں' اس بارے میں آپ ایک کمیٹی تشکیل دیں۔

وزیر ملازمتہا نظم ونسق عمومی : آپ کے پاس تو وقت ہوگا کیونکہ آپ نے پوچھا ہے' بعینہ اس کے مطابق لفظ بہ لفظ ہم نے اس کا جواب دیا ہے آپ ایک کواسچن اٹھا رہے ہیں ہم اس کا جواب دے رہے ہیں' آپ کواسچن کریں اگلے اجلاس میں ہم اس کا جواب دیں گے۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر میں یہ پوچھتا ہوں کہ یہ جو انہوں نے بھرتیاں کی ہیں گیارہ آسامیوں پر یا بارہ آسامیوں پر اسی روز ڈاکٹر صاحب فلور پر بتا رہے تھے کہ 95-1994ء کے بجٹ میں ہمیں 5 نوکریاں دیں ہیں' شاید اور ممبر صاحبان.........

وزیر ملازمتہاء نظم ونسق عمومی : آپ کا حافظہ کمزور ہے یا پھر آپ جان بوجھ کر ایسا کر رہے ہیں' میں نے کہا تھا کہ........

مولانا عبدالباری : وزیر صاحب اصل جواب کی بجائے' ہمارے حافظہ کی میڈیکل چیک اپ کر رہے ہیں' آپ میرے حافظہ کا چیک اپ نہ کریں' آپ اپنی وزارت کو چیک اپ کریں دوبارہ آپ نے جو بھرتیاں کی ہیں وہ میرٹ کی بنیاد پر یا صرف سیاسی حوالے سے بھرتیاں کی ہیں۔

وزیر ملازمتہاء و نظم ونسق عمومی : مولانا صاحب یہ جو بات آپ پوچھتے ہیں میں نے 96-1995 کے لئے کہا تھا کہ بجٹ میں ہمیں صرف چھ نوکریاں ملی

تھیں ایک پورا ڈیپارٹمنٹ چھ ڈویژن پورے سال میں چھ نوکریاں' باقی محکموں کے بارے میں مجھے کہنا تو نہیں چاہئے چھ محکموں کی چھ نوکریوں کے پیچھے آپ اس طرح پڑے رہتے ہیں آپ کا میرے ساتھ عداوت ہے۔ (مداخلت وشور)

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر میں فنانس منسٹر سے سفارش کرتا ہوں کہ آپ کے توسط سے کہ وہ نوکریاں ذرا زیادہ دے دیں' تاکہ وہ اپنی پارٹی کے ورکر زیادہ بھرتی کریں' جناب اسپیکر یہ جو مقامی اخبار کا جو حوالہ دیا گیا ہے' وہ مقامی اخبار کا حوالہ بتائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : مولانا صاحب سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے براہ راست بھرتی اشتہارات کے ذریعے ہونی چاہئے' پروموشن کے لئے اشتہارات کی قید نہیں ہے' سوال نمبر337

مولانا عبدالباری صاحب : سوال نمبر337

377.X- مولانا عبدالباری (96-1-31) کو مئوخر شدہ : کیا وزیر ملازمتہا ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بلوچستان کے وزراء اندرون پاکستان کے مختلف شہروں کا دورہ کرنے کے علاوہ غیر ملکی دوروں پر بھی جاتے رہتے ہیں؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اکتوبر 1993ء تا دسمبر 1995ء کے دوران سرکاری نوعیت کے ہر وزیر کی اندرون ملک اور بیرون ملک دوروں پر صرف شدہ خرچ بشمول ہوٹل چارجز اور ٹیلیفون چارجز کی مکمل تفصیل دی جائے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان

وزیر ملازمتہا و نظم و نسق عمومی : (الف) یہ درست ہے کہ صوبہ بلوچستان کے وزراء بیرون پاکستان کا دورہ کرتے رہے ہیں۔

(ب) اکتوبر 1993ء تا دسمبر 1995ء کے دوران وزراء صاحبان کے سرکاری

نمبر شمار	نام وزیر صاحب	TA DA اخراجات	اخراجات رہائش	ٹیلیفون اخراجات
۱۔	میر محمد اکرم بلوچ صاحب	۱۱۹۱۸۷روپے	۱۷۷۰۰روپے	---
۲۔	حاجی محمد شاہ مردانزئی صاحب	۵۴،۲۰۲روپے	۲۵۳۳روپے	---
۳۔	جام محمد یوسف صاحب	۱،۱۹،۱۵۱روپے	۷۱۰۰روپے	---
۴۔	میر عبدالمجید بزنجو صاحب	۴۹،۷۸۵روپے	۷۷۵روپے	---
۵۔	سردار طاہر خان لونی صاحب	۳۰،۵۷۳روپے	۱۳۲۰۰روپے	---
۶۔	سردار ثناء اللہ زہری صاحب	۴۶،۱۰۱روپے	---	---
۷۔	الحاج ملک گل زمان کاسی صاحب	۴۵۱۷۱روپے	۳۴۰۰روپے	---
۸۔	مسٹر عبدالقہار ودان صاحب	۹۰۱۶۸روپے	۷۶۴۶روپے	---
۹۔	مرحوم محمد ایوب بلیدی صاحب	۱،۰۹،۸۰۵روپے	۵۳۰۲۴روپے	---
۱۰۔	مسٹر کچکول علی بلوچ صاحب	۵۷۳۶۴روپے	۷۴۵۵روپے	---
۱۱۔	نواب زادہ چنگیز مری صاحب	۲۲۸۷۵روپے	---	---
۱۲۔	عبدالحمید خان اچکزئی صاحب	۱۰۷۵۰روپے	---	---
۱۳۔	میر اسرار اللہ زہری صاحب	۶۶۱۱۵روپے	---	---
۱۴۔	عبید اللہ بابت صاحب	۵۲۷۳۵روپے	۱۷۶۶۵روپے	---
۱۵۔	خان محمد جمالی صاحب	۷۲۲۹۵روپے	۱۸۱۹۲روپے	---
۱۶۔	نواب زادہ گزین مری صاحب	۹۱،۹۴۵روپے	---	---
۱۷۔	سردار نواب خان ترین	۵۹۱۶۰روپے	---	---
۱۸۔	میر عبدالنبی جمالی صاحب	۵۹۷۱۸روپے	۱۵۷۵روپے	---
۱۹۔	طارق محمود کیتھران صاحب	۲،۳۹،۵۵۹روپے	۴۶۲۰۰روپے	---
۲۰۔	ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب	۸۴۰۳۰روپے	۱۶۹۱۵روپے	---
	بیرون ملک	۸۰۵۱۲روپے	۲۰۱۴۸روپے	---
		۱۶۴۵۴۲روپے	۳۶۰۶۳روپے	
۲۱۔	ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب	۸۴۰۳۰روپے	۳۹۰۰روپے	---
	بیرون ملک	۸۰۵۱۲روپے	۲۰۱۴۸روپے	
		۱۰۰۶۸۴روپے	۲۴۰۴۸روپے	
۲۲۔	نواب زادہ لشکری رئیسانی صاحب	۱۳۸۸۵ روپے	۹۹۷۵روپے	---
	بیرون ملک	۹۴۳۹۷روپے	۲۰۱۴۸ روپے	---
		۹۴۳۹۷روپے	۳۰۱۲۳روپے	
۲۳۔	مسٹر شوکت بشیر مسیح صاحب	۵۲۴۵۵روپے	۸۶۳۰روپے	---
۲۴۔	جعفر خان مندوخیل صاحب	---	---	---
۲۵۔	سرور خان کاکڑ صاحب	---	---	---

نوعیت کے دوروں پر ٹی اے، ڈی اے اور ٹیلیفون کے اخراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام وزیر صاحب	اخراجات TA/DA	اخراجات رہائش	ٹیلیفون
۱۔	ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب	۸۰۵۱۲روپے	۲۰۱۴۸روپے	---
	ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب	۸۰۵۱۲روپے	۲۰۱۴۸روپے	---
	نوابزادہ لشکری رئیسانی صاحب	۸۰۵۱۲روپے	۲۰۱۴۸روپے	---
	ٹوٹل خرچہ بیرون ملک	۲۴۱۵۳۶روپے	۶۰۴۴۴روپے	

جناب ڈپٹی اسپیکر : کوئی ضمنی سوال؟

وزیر ملازمتہا و نظم و نسق عمومی : مولانا صاحب آپ اس کی تفصیل بھی پڑھ لی ہوگی۔ اور بیان کرنے کی ضرورت شاید نہ پڑے۔ اگر اس میں آپ کا کوئی سوال وغیرہ ہو تو دل ہلکا کرنے کے لئے بولیں۔

مولانا عبدالباری : جناب والا اپنا دل ہلکا کرنے کی بات نہیں ہے حق گوئی کی بات ہے۔ حق اور حقیقت کی بات ہے۔ جناب اسپیکر یہ وزراء صاحبان جو ہمارے صوبہ کے اشراف ہیں۔ بڑے ہیں یہ جن دوروں پر گئے ہیں چاہئے یہ وہ بیرون ملک ہے یا اندرون ملک۔ اندرون ملک جب یہ دورہ پر گئے ہیں تو کیا انہوں نے پورے ملک کا دورہ کیا ہے کیا پورے صوبے کا دورہ کر کے آئے ہیں۔ یا پورے صوبے میں صرف اپنے حلقہ انتخاب تک دورہ کیا ہے۔ وزراء صاحبان کو تو سب کو پتہ ہے وہ مشکل سے اپنے دفتر میں بھی نہیں بیٹھتے ہیں۔ کیا ان وزراء صاحبان سے ہم یہ امید کرسکتے ہیں کہ انہوں نے پورے ملک کی ضروریات اور پورے ملک مسائل اور خاص کر پورے صوبے کا دورہ کیا ہے۔ اگر پورے صوبے میں دورہ نہیں کیا ہے تو پورے حلقے میں دورہ کرے اور پورے حلقے میں دورہ سرکاری کام کی غرض سے کیا ہے۔ ٹی اے ڈی اے لیا ہے۔ یا اپنے ذاتی کام کے لئے دورہ کیا ہے۔ ایسے وزراء صاحبان ہیں جو قابل صد

آفرین ہیں۔ جعفر خان مندوخیل اور محمد سرور خان کاکڑ جن کے ڈی اے ڈی اے کی کوئی لسٹ نہیں ہے۔ جنہیں میں آفرین کہتا ہوں۔ یہ جو بیرون ملک دوروں پر گئے ہیں ان کے جتنے اخراجات بیرون ملک ہوتے ہیں یہ کس غرض سے ہیں۔ یہ کس غرض سے بیرون ملک گئے ہیں۔ کیا بیرونی ممالک ہمارے نہ جانے سے تباہ ہو رہے ہیں۔ چین اور روس ہمارے نہ جانے سے تباہ ہو رہے ہیں۔ کیا ہو رہا ہے۔

وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی : مولانا صاحب آپ اپنی غرض بیان کریں۔ لوگ سرکاری دوروں پر جاتے رہتے ہیں آپ کس لئے سری لنکا گئے تھے۔

مولانا عبدالباری : جناب میں ڈاکٹر صاحب سے پوچھتا ہوں میں اپنی بات نہیں کر رہا۔ میں نے سوال اٹھایا تھا وزراء صاحبان کے لئے ممبر صاحبان کے لئے میں نے سوال نہیں کیا ہے۔ وزراء صاحبان کا آپ ذرا بتائیں۔ آپ کو یہ حق نہیں ہے آپ ہم سے سوال کریں۔ سوال کا حق میرا ہے جواب کا حق آپ کا ہے۔ اگر آپ اپنا حق مجھے دیتے ہیں تو سوال بھی میں کرتا ہوں اور جواب بھی میں دیتا ہوں۔

وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی : مولانا صاحب وزراء محکموں کی ضروریات کی بناء پر گئے تھے۔ جس طرح آپ پچھلے دفعہ سیلون گئے تھے۔ آپ مجھے بات کرنے کا موقع دیں جس طرح آپ سال میں دو دفعہ عمرہ کے لئے جاتے رہتے ہیں۔ یہ سرکاری نوٹیفیکیشن ہوتی ہے باقاعدہ اس کے لئے ٹی اے ڈی اے بنتے ہیں۔ اور ملک کے اندر وہ دورے کرتے رہتے ہیں۔ اسلام آباد جاتے ہیں وہاں پر ایکنیک کی میٹنگ ہوتی ہے دوسری میٹنگیں ہوتی ہیں۔ لوگ جاتے رہتے ہیں مجھے پتہ نہیں ان سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا۔

مولانا عبدالباری : جناب ڈاکٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ان کو کیا اخذ ہوگا۔ یہ سیدھی سادھی بات ہے۔ ہمارے وزراء صاحبان اپنے حلقے کا دورہ کریں بے شک ٹی اے ڈی اے وصول کریں۔ وہ پورے صوبے کا دورہ کرے وہ اپنے دورے یا اپنی پارٹی میٹنگوں میں جا کر ٹی اے ڈی اے ڈرا کرتے ہیں جناب اسپیکر میں آپ کو انصاف کے

لئے کہتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا حلقہ انتخاب تو پشتون آباد ہے وہ اس کا دورہ کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ : آپ غلط الزام نہ لگائیں جو بھی وزیر جاتا ہے۔ مثلاً" حمید خان تربت گیا تھا اس تمام علاقے سے ہو کر آیا۔ دوسرے تیسرے سب جاتے رہتے ہیں۔ جدھر بھی ضرورت ہو کام لئے جاتے ہیں چکر کے لئے کون کوئٹہ سے نکلتا ہے کہ تربت چلا جائے۔

مولانا عبدالباری : جناب میں ان کی تفصیل بتادوں جس میں ہے کہ فلاں وزیر اتنے ہزار۔ رہائش بھی تفصیل سے لکھا ہے ٹیلیفون کے اخراجات نہیں لکھے ہیں۔ یہ وزراء صاحبان جب دورے پر گئے تھے تو کیا انہوں نے ٹیلیفون نہیں کئے تھے ٹیلیفون کی ضرورت نہیں پڑی۔

ڈاکٹر کلیم اللہ : جناب جہاں اندرون ملک جو دفاتر ہوتے ہیں وہاں سے ٹیلی فون کئے جاتے ہیں وہ دفاتر کے اپنے اخراجات ہوتے ہیں۔

مولانا عبدالباری : جناب انہوں نے دورے کئے ہیں مگر ٹیلی فون نہیں کیا ہے کیا کسی کمرے میں بند بیٹھے رہے ہیں کوئی ٹیلی فون نہیں کیا ہے۔ کسی سے کوئی کنٹرکٹ نہیں کیا ہے۔

(وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) : مولانا صاحب آپ کو پتہ ہے کہ ایک وزیر کا کیا ہوتا ہے۔ پونے دو سو روپے اس کا ڈیلی ہوتا ہے پونے دو سو روپے تو 16 گریڈ آفیسر کا ہوتا ہے اس سے اس کو کیا ملتا ہے۔ آپ تو اس طرح کہہ رہے ہیں جس طرح انہوں نے کروڑوں روپے کھایا ہے۔ مولانا صاحب یہ تو نہیں ہے کوئی اور مسئلہ نکالیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : ضمنی سوال ہوگئے ہیں۔ تشریف رکھیں

جناب ڈپٹی اسپیکر : اگلا سوال نمبر 380 سردار محمد اختر مینگل صاحب۔

380.X- سردار محمد اختر مینگل (مولانا عبدالباری صاحب نے دریافت کیا) : کیا وزیر ملازمتہاو امور انتظامیہ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اسلام آباد میں قائم بلوچستان کمپلیکس کو حکومت نے فروخت کیا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ پلازہ کتنے میں کس پر فروخت کیا گیا ہے اور کیوں؟ تفصیلات سے آگاہ کریں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان وزیر ملازمتہاو امور انتظامیہ :

(الف) اسلام آباد میں قائم بلوچستان کمرشل کمپلیکس کو فروخت نہیں کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : کوئی ضمنی سوال۔ میں نے بلوچستان ہاؤس کا پوچھا ہے فروخت کیا ہے یا نہیں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) : نہیں۔

مولانا عبدالباری : ارادہ ہے یا نہیں۔ کرائے کی بات میں نہیں کر رہا ہوں۔

وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی : آپ کو بھی شامل کریں گے۔ آپ بھی بولی میں حصہ لے لیں۔

مولانا عبدالباری : ہم بولی میں حصہ لینے والے نہیں ہیں۔

381.X- سردار محمد اختر مینگل (مولانا عبدالباری صاحب نے دریافت کیا) : کیا وزیر ملازمتہاو امور انتظامیہ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ایک بیسوک گاڑی فروخت کی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ گاڑی کتنے میں کس پر فروخت کی ہے اور کیوں؟ تفصیلات سے آگاہ کریں۔

وزیر ملازمتہا و امور انتظامیہ : یہ درست ہے کہ حکومت بلوچستان نے مورخہ 95-10-2 کو ایک بیوک کار نمبر RIC-9211 ماڈل 1973ء بذریعہ نیلامی فروخت کی جو کہ طالب حسین ولد محمد رمضان نے مبلغ 1,44,200 روپے میں خریدی۔ اس کی پیشکش برسر عام نیلام میں سب سے زیادہ تھی اور اس نیلامی کی ملک کے تمام بڑے بڑے اخباروں میں تشہیر کی گئی تھی۔

وجہ نیلامی اس گاڑی کا از حد پرانا اور خراب ہونا تھا۔ نیز اس گاڑی کے فاضل پرزہ جات آسانی سے دستیاب نہیں ہو رہے تھے۔ اور کئی سال سے یہ گاڑی قابل استعمال نہ تھی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : کوئی ضمنی سوال؟

مولانا عبدالباری : یہ جو گاڑی طالب حسین کو دی گئی ہے۔ والد محمد رمضان۔ یہ جو گاڑی انہوں نے دی ہے کونسی گاڑی ہے بیسوک یہ کتنے پر دی ہے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) : یہ ایک لاکھ بیالیس ہزار تقریباً" پر دیا ہے۔

مولانا عبدالباری : اس کی اصل قیمت کتنا ہے۔؟

(وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) : اصل قیمت پچاس لاکھ۔ ہمیں مارکیٹ کی اصل قیمت کا تو پتہ نہیں ہے۔ مگر یہ گاڑی بالکل ختم ہو چکی تھی۔

مولانا عبدالباری : جو چیز آپ نیلام کرتے ہیں تو اس کی اصل قیمت معلوم ہونی چاہئے۔ وزیر صاحب کو ابھی تک اصل قیمت کا پتہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : مولانا صاحب آپ کے سوال کے حوالے سے لکھا گیا ہے۔ ملک کے تمام اخباروں میں تشہیر دی گئی تھی تو وہ اخبارات میں ہے۔

مولانا عبدالباری : اس فلور پر وہ اخبارات اور تشہیر کا حوالہ تو دکھائیں۔

وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی : آپ نیا سوال کریں تو اگلی دفعہ دکھا دیں گے۔

مولانا عبدالباری : ہر دفعہ نیا سوال۔ نیا سوال۔ اگلی دفعہ کوئی باور ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : اگلا سوال نمبر331 مولانا عبدالباری صاحب۔

331.X-مولانا عبدالباری : کیا وزیر بایاڈ ازارہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ سال 1992ء سے اب تک بایاڈ کے تعاون سے صوبہ کے کن کن اضلاع میں آب نوشی کی کل کس قدر اسکیمات زیر تکمیل ہیں۔ نیز مکمل شدہ اسکیموں کی ضلع وار تفصیل بھی دی جائے۔

برائے وزیر بایاڈ (شیخ جعفر خان مندوخیل) : سال 1992ء سے دسمبر 1992ء تک بایاڈ نے یورپین برادری (C.E.C) کے امداد اور تعاون سے صوبہ بلوچستان کے چار اضلاع میں آب نوشی اسکیمات مکمل کر لئے۔ کوئی آب نوشی اسکیم زیر تکمیل نہیں ہیں۔ نیز ان میں سے 24 اسکیمات تسلی بخش طریقے سے چل رہی ہیں۔ باقی 4 آپس کے تنازعات کی وجہ سے بند ہیں۔

اسکیمات کی ضلع وار تفصیل درج ذیل ہے

(1) نیلی کلسٹو آب نوشی اسکیم
(2) مرغہ زکریا زئی آب نوشی اسکیم
(3) صالح زئی انبوشی اسکیم
(4) دادن آب نوشی اسکیم
(5) حاجی زئی آب نوشی اسکیم جس کی تاریخ تکمیل 15 دسمبر1995ء
(6) علی زئی آب نوشی اسکیم

(7) یاسین زئی آب نوشی اسکیم
(8) فیض اللہ آب نوشی اسکیم

2- ضلع لسبیلہ

(1) رضا محمد کلسٹر آب نوشی اسکیم
(2) چھوٹا پیروالا آب نوشی اسکیم
(3) شیخ منگیاں آب نوشی اسکیم
(4) گدور آب نوشی اسکیم
(5) موسیانی کلسٹر اب نوشی اسکیم
(6) اسانیلانی آب نوشی اسکیم تاریخ تکمیل 28 دسمبر 1995ء

3- ضلع قلعہ سیف اللہ

(1) شینا خوڑہ آب نوشی اسکیم
(2) عمرزئی آب نوشی اسکیم
(3) آسوزئی آب نوشی اسکیم
(4) شاگئی آب نوشی اسکیم
(5) سرانا آب نوشی اسکیم
(6) ہینڈ پمپ سینکنگ ولکشی کلسٹر

4- ضلع کچھی بشمول ضلع بولان

(1) کوٹرا کلسٹر آب نوشی اسکیم

(2) میرباغ / مہرگڑھ کلسٹر آب نوشی اسکیم

(3) ٹیری بھمانی آب نوشی اسکیم تاریخ تکمیل 15 دسمبر 1995ء

(4) **مشکاف** فیس I و فیس II اسکیم

(5) نگاری کلسٹر آب نوشی اسکیم

(6) چوٹائی آب نوشی اسکیم

(7) **بھتاری** ہینڈ پمپ آب نوشی اسکیم (پانی کڑوا ہونے کی وجہ سے استعمال نہیں ہو رہے ہیں)۔

(5) مندرجہ ذیل **اسکیمات** مکمل ہوگئے ہیں لیکن چند سیاسی وجوہات کی بناء پر فی الحال بند پڑے ہیں۔

(1) نیلی آب نوشی اسکیم ضلع پشین : یہ اسکیم 1993ء میں مکمل ہوئی تھی اور چھ مہینے تک کیمونٹی اس اسکیم سے مستفید ہو رہا تھا کہ کیمونٹی نے اپنے آپس کی رنجش کی بناہ پر فائر کرکے **ٹرانسفارمر** کو نقصان پہنچایا اور انجن روم کو بھی نقصان پہنچایا جس کی وجہ سے اسکیم بند پڑا ہے۔

(2) گدور آب نوشی اسکیم ضلع لسبیلہ : یہ اسکیم 1994ء سے مکمل ہے لیکن کیمونٹی کے آپس میں سیاسی رنجش کی وجہ سے بند پڑا ہے۔

(3) **شمنا خوڑہ** آب نوشی اسکیم ضلع قلعہ سیف اللہ : یہ اسکیم 1993ء سے مکمل ہے' کیمونٹی کے آپس میں جھگڑے اور رنجش کی وجہ سے بند پڑا ہے۔

(4) ہتھیاری آب نوشی اسکیم : ہتھیاری گاؤں ضلع نگسی میں واقع ہے اور دریائے مولا کے نزدیک واقع ہے' جس پر 12 کنوئیں کھود کر ہینڈ پمپ لگائے گئے تھے لیکن کچھ عرصہ گزارنے کے بعد پانی نہایت کھارہ ' بدمزہ ہوگیا جس کی وجہ سے اسکیم ناکام ہوگیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : کوئی ضمنی سوال؟

مولانا عبدالباری : جناب یہ ضلع پشین اور بشمول قلعہ عبداللہ۔ اس کی وجہ واٹر سپلائیوں کی لسٹ دی گئی ہے ہمارے ضلع پشین کے اس کی حاجی زئی جس کی تاریخ تکمیل 15 دسمبر95ء ہے جناب اسپیکر یہ عجیب قسم کا اتفاق ہے۔ حاجی زئی کی جو اسکیم ہے۔ محکمہ بیاڈ والوں نے بتایا کہ ہم لوگوں نے چیک کرایا تھا وہ ناکام ہوا ہے۔ باقاعدہ کمرے تعمیر کیا گیا تھا۔ بجلی پہنچ گئی مشین کو نصب کر دیا تھا۔ لیکن بعد میں جب انہوں نے چیک کیا تو وہ بتا رہے تھے کہ ناکام نکلا۔ پتہ نہیں ساٹھ سترلاکھ کے قریب اتنی رقم خرچ ہو چکی ہے۔ ابھی تک اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میرے خیال میں جعفر خان صاحب بھی دورے پر حاجی زئی گئے تھے۔ تو یہ جناب اسپیکر اتنا پیسہ خرچ ہوا۔ فائدہ نہیں ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر خزانہ) : جناب میں دورے پر گیا تھا۔ اس پر ساٹھ سترلاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

مولانا عبدالباری : تو اس کے لئے آ گئے ہیں حاجی زئی آب نوشی اسکیم ہے۔ ڈاکٹر صاحب یا خان صاحب وہاں دورے پر گئے تھے وہاں پر دو اسکیم لگ چکے ہیں کافی پیسہ خرچ ہو چکا ہے کروڑ روپے تھے یا سترلاکھ روپے تھے۔ تقریبا" سات سال سے یہ کام آن گوئنگ اسکیم جا رہا ہے۔ اور جب چیک کرتے ہیں تو اسکیم ناکام نکلتی ہے۔ تو یہ ایک خرد برد کے لئے ایک گائے ہے بیل ہے۔ جس طرح وزیر صاحب تصدیق کرتے ہیں سب کو پتہ ہے۔ یہ جو ناکام اسکیمیں ہیں جس کی کوئی افادیت ہے نہیں صرف بیاڈ کا پیسہ ہے اس کے لئے جناب کوئی کمیٹی تشکیل دیں تاکہ ہمارے حلقے کی جو اسکیمیں ہیں۔ وہ جا کر اس کی انکوائری کریں۔ معلومات کرے۔ اس بارے میں ہمارے ممبر صاحبان جن پر ہمارا اعتماد بھی ہے وہ جا کر چیک تو خود کرے۔ کہ کتنا پیسہ خرچ ہو چکا ہے اور اب تک کیوں ناکام ہے۔؟

عبدالقہار خان ودان (وزیر) : جناب وہاں جو بور لگائے گئے ہیں۔ جناب وہاں پر ہمارے واٹر ٹیبل تیس چالیس پچاس فٹ پر تھا۔ تو اس حساب سے وہاں دو

ڈھائی سوفٹ پر ہر ڈیپارٹمنٹ نے وہاں پر بورنگ کرائے۔ تو ایک دم ہمارے واٹر ٹیبل تین سو اور چار سوفٹ تک پہنچ گئی۔ اس حساب سے ہمارے علاقے میں پانی نیچے چلا گیا اور جب تیس چالیس لاکھ روپے لگا کر چیک کیا تو اس میں پانی نہیں تھا۔ یا جو پانی تھا وہ بہت تھوڑا تھا۔

مولانا عبدالباری : جناب میں وزیر صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں واٹر ٹیبل کا مسئلہ پورے ڈسٹرکٹ پشین اور قلعہ عبداللہ اور سارے علاقے میں ہے۔ ٹھیک ہے۔ بات یہ ہے کہ مختلف محکموں نے آس پاس جو سورس لگائے ہیں۔ واپڈا نے لگا آیا ہے بیاڈ نے لگایا ہے وہ سارے صحیح ہیں اور صحیح نکلتے ہیں۔ صرف یہ بیاڈ کی جو دو تین بدقسمت قسم کی اسکیمیں ہیں جس کے لئے وہاں کیونٹی کے حوالے سے کمیٹی بھی بنی تھی اور بینک میں پیسہ بھی جمع کروایا تھا۔ سب کچھ کیا ہوا ہے۔ مگر ابھی تک لوگ آب نوشی سے محروم ہیں۔ تو جو مسئلہ وزیر صاحب بتا رہے ہیں یہ پورے ضلع کے لئے مسئلہ ہے میں نے گا نگلاوئی میں خود سورس لگایا ہے جعفر صاحب نے دیکھا ہے واپڈا نے لگایا تھا کامیاب ہوچکا ہے نہ واٹر ٹیبل کا مسئلہ ہے نہ اور کوئی مسئلہ ہے۔ تو یہ ایک مسئلہ ہے بیاڈ کا۔ کیونکہ بیاڈ جو ہے پی ایچ ای بھی کسی اسکیم کو اپنا نہیں سمجھتا ہے۔ افسر صاحبان ٹرانسفر پوسٹنگ ہوتی ہے وزیر صاحبان تو ابھی تک جج پر ہیں پتہ نہیں ان کا حج کب تک ختم ہوسکتا ہے۔ تو اس بارے میں فنانس منسٹر بیٹھا ہے دیگر افسران وزراء بیٹھے ہیں یا قائد ایوان صاحب اس بارے میں کوئی کمیٹی تشکیل دے تاکہ وہ وہاں تحقیق اور تفتیش کرے۔ کہ وہاں کیا ہو رہا ہے یہ حقیقت ہے ہم حقیقت بتا رہے ہیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر) : جناب یہ حقیقت ہے مولانا صاحب درست فرما رہے ہیں ایسی اسکیمات ہیں جن پر زیادہ رقم لگ گئے ہیں اور ابھی تک اس کا سورس ڈویلپ نہیں ہوا ہے اور تو وہ ٹیکنیکل طور پر غلط ہے کیونکہ ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری ہے پہلے وہاں سورس ڈویلپ کرے۔ اس کو کامیاب کرے پھر اس پر بقایا

کنسٹرکشن کرے۔ آج کل جو ہو رہا ہے۔ وہ اس طریقہ کار کے مطابق ہو رہا ہے۔ اس کے لئے ہم خود مولانا کو لے جاکر بیاؤ کے پاس لے جائیں گے جو بھی کمزوری ہے کی ہے وہ پورا کر دیں گے اور یہ بات میں نے دیکھی ہے کہ آس پاس ٹیوب ویل کامیاب بھی ہیں۔

مولانا عبدالباری : ہمارے آس پاس زمیندار لگا رہے ہیں یہ کامیاب بھی ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر) : جناب یہ دیکھ لیں گے جو رقم خرچ ہوئی ہے اس کو ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ انشاء اللہ۔

مولانا عبدالباری : مہربانی

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال نمبر 330 مولانا عبدالباری کوئی ضمنی سوال ہے تو دریافت فرمائیں۔

مولانا عبدالباری : جناب آپ اس بارے میں رولنگ دے دیں۔ کیونکہ آپ کی رولنگ میں پاور اور برکت ہوتی ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر) : مولانا صاحب آپ اشورنس دیتے ہیں یہ صحیح مسئلہ ہے ذرا آج کل بجٹ کی مصروفیات ہیں پھر جب آپ کہیں گے۔ آپ کے ساتھ چلیں گے اور اس کو دیکھ لیں گے جس طرح سے آپ فرمائیں گے کریں گے یہ اشورنس آپ کو دیتے ہیں۔

330.X- مولانا عبدالباری : کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ سال 1993ء تا 1995ء کے دوران محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ میں کس قدر آفیسروں کے تبادلے کتنی مدت میں کئے گئے ہیں نیز آفیسروں کے تبادلوں میں کیا ضوابط اختیار کئے جاتے ہیں، مکمل تفصیل دی جائے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ : محکمہ ہذا کے آفیسروں کے تبادلے مفاد عامہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اور انتظامی وجوہات کی بنیاد پر کئے جاتے ہیں 1993ء تا 1995ء محکمہ ہذا کے آفیسروں کے تبادلوں کی فہرست ضخیم ہے لہٰذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال نمبر 330 ہے اس کے متعلق کوئی ضمنی سوال ہے تو مولانا صاحب دریافت فرمائیں۔

میر عبدالنبی جمالی (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ) : یہ بہت لمبا سوال ہے تفصیلات وہاں لائبریری میں رکھی ہوئی ہے مولانا صاحب وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

مولانا عبدالباری : جناب اس محکمے میں جو ٹرانسفر پوسٹنگ کا مسئلہ ہے اس محکمے میں وزرا صاحبان کو بھی اس کا پتہ ہے۔ افسر صاحبان کو بھی پتہ ہے تمام عوام کو پتہ ہے۔ کہ ایک آدمی کی آٹھ مرتبہ ٹرانسفر پوسٹنگ اس محکمے میں ہوچکی ہے۔ اور اس وزارت میں۔ ہمارے پشین میں بھی ہمیشہ ایکسین ٹرانسفر پوسٹنگ ہوتی ہے۔ جو بھی بیٹھا ہے۔

میر عبدالنبی جمالی (وزیر) : مولانا عبدالباری صاحب یہ بھی آپ بھائیوں کی وجہ سے ہوتا ہے آپ آجاتے ہیں یہ کرو۔ میر پشین سے کیا تعلق ہے۔ آپ آتے ہیں دوسرا کولیگ آتا ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب اس ٹرانسفر پوسٹنگ کے لئے ضابطہ مقرر ہے۔ ٹینور مقرر ہے۔ میں تو یہ دیکھ رہا ہوں۔ اس محکمے میں نہ کوئی ٹینور مقرر ہے نہ کوئی ضابطہ ہے۔ خاص کر ہمارے ضلع پشین میں انہوں نے سب کچھ پامال کر رکھا ہے۔ وزیر صاحب اس بارے میں تھوڑا مہربانی کریں۔ کچھ انکوائری کریں۔ کوئی راستہ نکالیں۔

میر عبدالنبی جمالی (وزیر) : مولانا صاحب آپ اس کے لئے کوئی تاریخ

رکھیں آج چلتے ہیں تو چلیں وہاں دیکھ لیں گے کہ کیا نقصان ہوا ہے۔

مولانا عبدالباری : اس کے لئے کوئی ازالہ بھی کریں۔ پھر ہماری طرف سے میر صاحب کو معاف ہے جو کرتے ہیں کرتے رہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال نمبر379 میر محمد صادق عمرانی کوئی ضمنی سوال ہے تو دریافت فرمائیں۔

میر محمد صادق عمرانی : جناب کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

379.X- میر محمد صادق عمرانی : کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ سال 96-1995ء کے دوران منٹیننس کی مد میں کل کتنی رقم خرچ ہوئی ہے۔ خرچ شدہ رقم کی ضلع وار تفصیل دی جائے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ : موجودہ مالی سال 96-1995ء کے دوران مورخہ 15 مئی 1996 تک خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل جو کہ (منٹیننس) کی مد میں کی گئی ہے کہ پی ایچ ای ڈویژن وار تفصیل درج ذیل ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : اگلا سوال نمبر367

367 سردار سترام سنگھ ڈوگی : کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

سوشل ویلفیئر فنڈ میں سے کھیل و ثقافت کا سامان کن کن اضلاع کے کن کن سینیٹروں میں دیا گیا ہے تعداد سامان کی پوری تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

حاجی محمد شاہ مردان زئی (وزیر سماجی بہبود) : محکمہ سماجی بہبود

حکومت بلوچستان کو 95-1994ء اور 96-1995ء کے دوران نوجوانوں کے کھیلنے کی سرگرمیوں کے فروغ کے لئے حکومت بلوچستان کی جانب سے کوئی فنڈز فراہم نہیں کئے گئے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال نمبر367 کے متعلق اگر کوئی ضمنی سوال ہو کریں۔

حاجی محمد شاہ مردان زئی (وزیر اوقاف) : جناب اس کی تفصیل دے دی گئی ہے اور 95-1994ء میں کوئی فنڈز بھی ریلیز نہیں ہوئے ہیں۔

سترام سنگھ ڈومکی (وزیر) : جناب نوجوان کھلاڑی قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں ان کو فنڈز نہ دینے کی کیا وجہ ہے۔

حاجی محمد شاہ مردان زئی (وزیر) : یہ سوال کھیل و ثقافت کے محکمے سے ہے اور ہم بھی دیکھ لیں گے کہ اے ڈی پی میں کوئی فنڈ ہوا تو دے دیں گے۔

(رخصت کی درخواستیں)

جناب ڈپٹی اسپیکر : رخصت کی درخواست کوئی ہو تو سیکریٹری اسمبلی پڑھیں۔

جناب اختر حسین خاں (سیکریٹری اسمبلی) : جناب سعید احمد ہاشمی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر آج 29 مئی اور تیس مئی کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : نواب زادہ گزین مری صاحب صوبائی وزیر داخلہ کوئٹہ سے باہر سے تشریف لے گئے ہیں اس لئے 29 مئی کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی

ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : سید شیر جان بلوچ نے ذاتی مصروفیت کی بناء پر آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : سردار اختر مینگل قائد حزب اختلاف نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر آج اور 30 مئی کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : میر اسرار اللہ زہری صاحب وزیر زراعت نے طبیعت ناساز ہونے کی بناء پر آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

(اس مرحلہ پر جناب اسپیکر وحید بلوچ صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)۔

جناب اسپیکر : مشترکہ قرارداد نمبر14 منجانب ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ وزیر سردار

ثناء اللہ زہری وزیر خان محمد جمالی وزیر جنگیز مری وزیر عبدالقہار ودان وزیر جعفر خان مندوخیل وزیر اور شوکت بشیر مسیح سے کوئی صاحب بھی قرار داد پیش کریں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر خزانہ) : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

مشترکہ قرار داد یہ کہ "حکومت بلوچستان کو سالانہ بجٹ برائے سال 1997-1996ء کے پیش کرنے کے سلسلے میں مالیاتی وسائل کے کمی کی وجہ سے شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

لہذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ نیشنل فنانس کمیشن (NFC) ایوارڈ کا جلد اعلان کریں جس کی مدت 30 جون 1996ء کو ختم ہو رہی ہے تاکہ حکومت بلوچستان اپنا بجٹ تشکیل و ترتیب دینے کے قابل ہو سکے"۔

بصورت دیگر عدم اعلان ایوارڈ یہ ایوان صدر پاکستان سے پر زور استدعا کرتا ہے کہ وہ آئین کے آرٹیکل (7) 160 کے تحت اپنے صوابدیدی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے حکومت بلوچستان کے بجٹ خسارے جو تقریباً" پانچ ارب روپے بنتے ہیں کہ پورا کرنے کے لئے خصوصی گرانٹ فیڈرل کنسولیڈیٹڈ فنڈ سے دے۔

جناب اسپیکر : قرار داد پیش ہوئی جعفر خان مندوخیل صاحب آپ اس پر مزید بولنا چاہتے ہیں۔

مسٹر ارجن داس بگٹی : جناب اسپیکر چونکہ اس قرار داد کا تعلق صوبہ بلوچستان سے ہے اور یہ مسئلہ پورے بلوچستان کا ہے۔ اس لئے میں گزارش کروں گا۔ کہ اس قرار داد میں ترمیم کرکے مجھے اور میرے پارٹی کو بھی شریک سمجھیں۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر یہ ایک بہترین تجویز ہے ارجن داس صاحب کا میرے خیال میں متحدہ اپوزیشن کو بھی اس میں شریک سمجھے۔ اور جعفر خان صاحب کے لئے بھی بہتر تھا۔ جس طرح پچھلے سال ہم نے گیس ڈویلپمنٹ سرچارج کے بارے میں ایک مشترکہ قرار داد پیش کی تھی۔ لہذا اس قرار داد کو مشترکہ طور پر پیش کیا جائے۔ تاکہ ہم مشترکہ کوئی کارروائی کرے۔

جناب اسپیکر : مولانا صاحب جب آپ اس کو سپورٹ کریں گے تو آپ کو اس میں خود بخود شریک سمجھا جائے گا۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر) : جناب اسپیکر! یہ حقیقت ہے اور ہونا بھی یہ چاہئے تھا۔ جس طرح پچھلے سال گیس سرچارج کے لئے ہم نے اور اپوزیشن نے مشترکہ جدوجہد کی۔ کیوں اس سال بلکل ہم کو ایک منٹ کا گیپ بھی نہیں ملا۔ اچانک کابینہ کی میٹنگ ہوئی اور اس میں فیصلہ ہوا۔ اور اسمبلی کا اجلاس برخاست ہوا اور پھر دو دن چھٹی تھی۔ اس لئے کسی سے رابطہ نہیں ہوسکا۔ اور غالباً" ڈھائی بجے یا تین بجے جمع کرائی۔ میں اس کو خوش آمدید کہتا ہوں ارجن داس صاحب کو اور مولانا صاحب کو کہ وہ بلوچستان کے مجموعی مسائل کے حوالے سے اس قرارداد میں بطور محرک شریک ہونا چاہتے ہمیں خوشی ہے۔

جناب اسپیکر : جعفر خان صاحب آپ اس کچھ پر بولنا چاہئیں گے۔

میر محمد صادق عمرانی : جناب اسپیکر جہاں تک یہ مشترکہ قرار داد کا سوال ہے۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہم متفقہ طور پر تمام پارٹیاں بلوچستان کی ترقی کے لئے اپنے جو وسائل ہے یا جن وسائل کی ضرورت ہے۔ اس پر ایک متفقہ ہمارا موقف ہونا چاہئے صرف اس سلسلے میں اتنا جعفر خان مندوخیل صاحب سے عرض کریں گے کہ جس طریقے سے ہم متحدہ اپوزیشن اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں اسی طریقے سے سمجھتے ہیں کہ وہ بھی یہاں پر اپوزیشن کے ساتھ یکساں سلوک کریں۔

جناب اسپیکر : آپ کو بھی شریک کرلیا گیا ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر) : جناب اسپیکر میں صادق صاحب کو یقین دہانی کراتا ہوں۔ کہ ہم مشترکہ طور پر اس پر آگے چلیں گے اور اکھٹے بلوچستان طرز پر چلائیں گے۔ صرف فنڈز لینے تک نہیں۔ جناب اسپیکر پچھلے جمعرات جب ہم یہاں اسمبلی سے اٹھ کر گئے تو ہم کو فیڈرل گورنمنٹ کی بجٹ اسٹیمنس موصول

ہوئے۔97-1996ء کی تفصیل میں آپ لوگوں کو بتاتا ہوں۔ اس میں انہوں نے دیئے ہیں کہ آپ لوگوں کو اگلے سال گیارہ ارب انیس کروڑ یا بیس کروڑ سمجھے ملے۔ چونکہ ہمارے بجٹ کا جیسا کہ آپ لوگوں کو معلوم ہے پچھلے تین سال سے آپ کے سامنے یہ بجٹ پیش ہو رہے ہیں۔ ہماری بجٹ کا 95 فیصد کا دارومدار جو ہے وہ فیڈرل ترسیلات سے جو کہ ہم کو درج ذیل شکلوں میں ملتے ہیں۔ ایک ڈیوزیبل پول سے ٹیکس حصہ 5.3 فیصد اور دوسرا اسٹیٹ ٹرانسفر سے، اسٹیٹ ٹرانسفر میں ہے گیس ڈویلپمنٹ سرچارج گیس رائلٹی اور گیس پر ایکسائز ڈیوٹی جو ہے ان دونوں کی مد میں ہم کو مل رہا ہے۔ اس سال جو انہوں نے ہم کو ٹارگٹس دی ہے۔ یہ پچھلے سال کے ٹارگٹس اس کا میں ڈیفرنس میں بتاتا ہوں پچھلے سال کے ٹارگٹس انہوں نے جو دیئے۔ 12 ارب بچپن کروڑ روپے ٹارگٹس دیا ہے پھر ایکسائز جو موصول ہوئے ہیں ان کے شاید ٹیکسیشن بیس کم ہوگیا کچھ ہماری گیس کی پروڈکشن یا دوسری چیزوں میں فرق آگیا بارہ ارب بیس کروڑ روپے پچھلے سال موصول ہوئے۔ یہ ٹوٹل 34 یا 35 کروڑ روپے کی اس میں ہم کو کمی آئی ہے کہ ترسیلات میں ان کے جو ایسٹومیٹڈ فگرز تھے اور ری وائز اسٹیٹمنٹ میں یا ان کے اصل ترسیل میں 35 کروڑ کی کمی آئی ہے اس سال کی جو انہوں نے بجٹ اسٹیٹمنٹ ہم کو بھیجی ہے۔وہ ہمارے لئے حقیقت میں بڑی شاکنگ ہے کیونکہ اس صورت میں اگر میں بجٹ ذرا تفصیل سے بتادوں تو اس وقت تقریباً ساڑھے بارہ سو کروڑ روپے ہمارا ریونیو بجٹ بنتا ہے۔ اس لحاظ سے ایک سو تیس کروڑ روپے ریونیو کو دیئے ہیں۔ ایک سو بیس کروڑ ریونیو بجٹ میں کمی آئے گی۔ یعنی کہ تنخواہیں اور مینٹیننس جو ہم کرتے ہیں اس میں ایک سو تیس کروڑ روپے کی کمی آئی ہے۔ پچھلے سال ہم نے ڈویلپمنٹ بجٹ کے لئے دو سو چالیس کروڑ روپے دیئے تھے اگر اسی لیول پر رکھا جائے جو کہ کسی بھی طور طریقے میں بجٹ یا فنانس کے لیول پر اپریشیبل بات نہیں ہوتی ہے کیونکہ لاسٹ ایئر کے اوپر جو فگر ہوتے ہیں اس میں انفلیشن جب آجاتا ہے آٹو

میٹیکلی وہ فگو دس پندرہ پرسنٹ امپروو ہوتا ہے یعنی کہ دو سو چالیس کروڑ سے ہم نے اس سال اس کو بڑھا کر کسی بھی صورت میں اس لیول پر مینٹیننس رکھنے کے لئے بھی دو سو ستر کروڑ دینے تھے تاکہ وہ انفلیشل اس میں ایکومینڈیٹ ہوتا ہے لیکن اگر اسی لیول پر بھی رکھا جائے۔ تو بھی ایک سو تیس کروڑ روپے یہ کمی آتی ہے اور دو سو چالیس کروڑ روپے اگر لاسٹ ایئر کے لیول پر ڈویلپمنٹ بجٹ رکھ دیا جائے پھر اس کے اضافی جو آرہے ہیں اس سال ہم لوگ by the end of this year مطلب 30 جون تک جو ہمارا اندازہ ہے وہ ستر اسی کروڑ کے لگ بھگ اسٹیٹ بینک کے قرض دار ہوں گے اس کی تفصیلات یہ ہیں۔ کہ اس سال جو ہم نے بجٹ پیش کی ہے اس میں ہم نے ملازمتوں کا جو چھبیس کروڑ روپے 7 فیصد گزارہ الاؤنس وہ بجٹ کا حصہ نہیں تھا۔ کیونکہ آخری دن انہوں نے احساس کردیا وہ ہمارے بجٹ میں شامل نہیں تھے۔ چھبیس کروڑ روپے ہم سے اضافی ہوگئے۔ اڑتالیس کروڑ روپے واپڈا نے Head Source ہم سے کاٹے ہیں۔ تو ہوگئے 74 کروڑ روپے۔ ہاں پینتیس کروڑ روپے کم دیئے ہیں تقریباً ہم کو کوئی ایک ارب بیس کروڑ روپے کے برابر یہ شارٹ فال آتا ہے یہ تین مدات میں چھوٹے چھوٹے مدات اور بھی ہوتے ہیں جس کا میں سمجھتا ہوں تفصیل بتانا ضروری نہیں یہ میں اہم آئٹم بتارہا ہوں لیکن پھر بھی ہم لوگوں نے کچھ فنانشل ڈسپلن رکھ کر کے کچھ کٹوتی کرکے وہ تیس چالیس کروڑ روپے ہم نے تقریباً" میٹ کرلی لیکن اندازاً" ہم کو یہ بقایا جو اضافی اخراجات ہوئے ہیں اس میں ہم کو تقریباً" ستر اسی کروڑ روپے اس سال کے آخر میں اسٹیٹ بینک کے ہم قرضدار ہوں گے کیونکہ ہماری لمٹ بیس کروڑ کی ہے اس سے زیادہ ہم لے نہیں سکتے وہ کسی ٹائم پیمنٹ بند کرسکتا ہے ایک یہ ہوگیا۔ منسٹری فوڈ اینڈ ایگریکلچر نے 1990ء سے لے کر 95-1996ء تک یہ انہوں نے اپنے حساب سے آڈٹ کی ہے جس میں ان شارٹ فال پڑرہی ہے کہ بھئی اتنا اوریجنل پیسے آج تک جمع نہیں ہوا ہم جو فوڈ گندم ان سے خریدتے ہیں۔ اس کے ہم کو پیسے بھی ڈیپازٹ کرانے

پڑتے ہیں۔ یوں اوریجنل ڈیپازٹ میں اتنی کی آئی ہے اور کچھ اس کے جو اخراجات غیر ترقیاتی اخراجات یا جو کہ ان کے لیبلٹیز تھے یا زیادہ اخراجات کئے تھے وہ بھی انہوں نے ڈسٹبوٹ کردیا جتنا ہر صوبے کا تھا اتنا ہی اس پر کہہ دیا ہم کو اس میں ایک ارب روپے جمع کرانے کے لئے کہہ دیا ہے کہ ایک ارب روپے اس سال کے آخر تک جمع کرلیں بصورت دیگر 30 جون کو جو آپ کو ترسیل ملے گی اس سے ہم لوگ یہ ایک ارب روپے کاٹ لیں گے جو فوڈ کی ہماری ساتھ بچت پیسے ہوئے کچھ اس سے پورا کرسکتے لیکن تقریباً اسی کروڑ روپے اس کا شاٹ فال بھی اگلے سال جارہا ہے کیونکہ اس وقت ہمارے ساتھ پوزیشن میں نے بتایا کہ موجودہ بجٹ میں ہم ریورس پوزیشن جارہی ہے اور اگلے سال ہم نے ملازمتیں تو چونکہ یہ اگلے بجٹ کا حصہ Disclose نہیں ہوئے تھے۔ لیکن چونکہ انتہائی خراب پوزیشن ہماری آگئی اگلے سال کی ملازمتیں جو ہم نے رکھنی ہے وہ ورلڈ بینک کے ساتھ اور سیف پروگرام میں کمٹمنٹ ہوتی ہے اس کے لئے بھی ہماری حسنی کے لئے مینمم ریکوائرمنٹ ہے 15 کروڑ روپے وہ ہے کہ اگلے سال کی تنخواہوں میں جو ہم نئے پوسٹ کریٹ کریں گے اس میں 15 کروڑ روپے کی اضافی اخراجات وہ آئیں گے اس طرح یہ رقم بن کرکے اوریجنلی ساڑھے پانچ سو کروڑ روپے بن جاتے ہیں کیونکہ بعض وقت ہمارا اپنے فیگوز میں فرق آجاتا ہے کچھ امپرومنٹ دوران سال ہوجاتی ہے کہ ملازمتیں جو ہوتی ہیں وہ جون میں کریٹ ہوجاتی ہے اگست اور ستمبر میں ریلیز ہوجاتی ہے اس وجہ سے ہم نے ریزرو فیگو دیا ہے کہ پانچ سو کروڑ روپے کے ان مدات میں ہم کو اگلے بجٹ میں کمی ہے جو ہمارے وسائل کو اگر دیکھا جائے پچھلے سال ہمارا 56 کروڑ روپے آمدن تھا صوبائی ٹیکسیشن سے اگر اس کو زیادہ ہم بڑھادیں گے 10 فیصد یا 12 فیصد بھی کردیں گے وہ کیس 60 کروڑ یا 62 کروڑ روپے ہوجائے گا جتنا بھی ہم اضافہ کرلیں اگر ہم انتہائی زیادہ ٹیکسیشن بھی کرلیں یعنی کہ عام آدمی کے اوپر جو ناجائز بوجھ بھی ڈالا جائے پھر بھی ہم 65 کروڑ روپے سے نہیں

نمبر شمار	نام ڈویژن	برائے مرمت	برائے پی او ایل	برائے بجلی
۱۔	کوئٹہ	50,65,000	9,99,000	---
۲۔	ای اینڈ ایم ڈویژن	34,20,000	12,45,000	---
۳۔	پشین	49,99,000	6,50,000	---
۴۔	چاغی	15,80,000	9,50,000	---
۵۔	لورالائی	17,53,000	16,50,000	---
۶۔	ژوب	19,30,000	10,50,000	---
۷۔	سبی	31,93,000	16,50,000	---
۸۔	ڈیرہ اللہ یار	23,93,000	2,50,000	---
۹۔	ڈیرہ بگٹی	6,00,000	10,00,000	---
۱۰۔	کوہلو	6,00,000	10,47,000	---
۱۱۔	خضدار	19,00,000	32,00,000	---
۱۲۔	قلات	6,00,000	10,74,000	---
۱۳۔	خاران	16,50,000	31,00,000	---
۱۴۔	مستونگ	12,00,000	8,00,000	---
۱۵۔	بیلہ بمقام حب	27,94,000	16,00,000	---
۱۶۔	کیچ (تربت)	37,06,000	32,00,000	---
۱۷۔	گوادر	29,10,000	27,00,000	---
۱۸۔	پنجگور	8,36,000	19,00,000	---
۱۹۔	برائے واپڈا ایل نارتھ زون	---	---	1,11,15,000
۲۰۔	برائے واپڈا ایل ساؤتھ زون	---	---	77,28,000
	کل میزان	4,11,1,000	2,80,65,000	1,88,43,000

بڑھ سکتے اس لحاظ سے یہ ہمارے لئے انتہائی مشکل صورت حال پیدا ہوگئی ہے کل ہم جا رہے ہیں وزیر اعظم صاحب کے ساتھ میٹنگ ہے اس سلسلے میں مطلب میٹنگ تو این ای سی کی ہے جو بجٹ کی اپرول دیتے ہیں وزیر اعظم اس کی چیئرمین ہوتی ہے چاروں صوبوں کے چیف منسٹر اور فیڈرل منسٹرز فنانس منسٹرز' پی اینڈ ڈی منسٹرز اور کارپوریشنز کے اس میں لوگ ہوتے ہیں جو کہ اگلے سال کے لئے بجٹ کا اعلان کرتے ہیں میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس میں ہم کو کیا مل سکتا ہے اور کیا بجٹ کا اعلان کرتے ہیں میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس میں ہم کو کیا مل سکتا ہے اور کیا نہیں مل سکتا ہے لیکن بجٹ کے حوالے سے پانچ سو کروڑ روپے کی کمی ہم کسی بھی صورت میں پورا نہیں کرسکتے ہیں آپ اس میں بہتر سمجھتے ہیں کہ بجٹ کا ایک ریکوائرمنٹ ہے وہ آپ نے کسی بھی طور پر پیش کرنا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ گیارہ سو کروڑ روپے کی آمدن اور پانچ کروڑ روپے ہم لوگوں کے ساتھ موجود نہ ہو تو یہ بجٹ کس طرح اپنے ٹارگیٹ کو پورا کریں گے۔ یہ اگر کوئی فیگو ہم دیں گے وہ دوران سال اس کے پیسے کدھر سے آئیں گے کیونکہ اسٹیٹ بینک نے ہمیں بیس کروڑ روپے کی او ڈی کی اجازت ہے صوبہ بلوچستان کے لئے اس سے زیادہ ہم نہیں لے سکتے ہیں لیکن بعض وقت چونکہ ہمارے ترسیلات رک جاتی ہیں یا پرسنل ریکویسٹ پر ساٹھ یا اسی کروڑ روپے تک بھی وہ چلے جاتے ہیں لیکن گیف اگر آپ کا پانچ ارب روپے ہوگا تو یہ سمجھ آنے والی بات ہے کہ اس کو کسی طور پر پورا نہیں کرسکتے ہیں۔ اس وجہ سے یہ قرار داد ہم نے پیش کی ہے کہ فیڈریشن کی ذمہ داری ہے ہم ایک فیڈریٹنگ یونٹ ہے اس حوالے سے اگر دیکھا جائے تو ان کی آئینی ذمہ داری ہے کہ اگر کوئی بھی بینکرفٹ ہو جائے میں سمجھتا ہوں بینکرپسف کی پوزیشن آگئی ہے یا کوئی بھی صوبہ اتنا ڈیفیشٹ میں چلا جائے جس کو وہ خود ہی پورا نہیں کرسکتا ہے تو فیڈرل گورنمنٹ کی آئینی ذمہ داری بنتی ہے بلکہ صدر صاحب کے صوابدیدی اختیارات ہیں کہ وہ ڈائرکٹ کرے یعنی جو ڈیفرنس ہے یا گیف ہے اس کو پورا کرکے ان کو دے دیں

پچھلے سال بھی جیسے ہم نے کہا تھا اور گیس کی مد میں ہم گئے تھے اور وہاں سے ہمیں اشورنس ملی پھر ہماری پوزیشن ایمپرو ہوگئی اس وقت بھی ہم نے شکریہ ادا کیا تھا آج بھی اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ پہلے جو تعاون اپوزیشن نے ہر حوالے سے ہمارے ساتھ کی تھی تو آج اسی طرح کی یہ مومنٹ ہم نے شروع کی ہے کہ آج پھر فیڈرل گورنمنٹ سے یہ ریکسویسٹ کیا جائے کہ ہمارا مسئلہ حل کیا جائے میں یہ سمجھتا ہوں کہ گیس کے کیسز میں ہمارے ساتھ واقع ناانصافی ہوئی ہے یہ این ایف سی ڈاکومینٹس ہیں اور یہ 1990ء میں ہوا تھا اس سلسلے میں ہم کو یہ بتایا گیا تھا کہ گیس ڈویلپمنٹ سرچارج کہ آپ کو 92-1991ء میں 480 کروڑ روپے ملیں گے مطلب ہر سال کا اضافہ ٹرینڈ ہے۔ اس میں 92-1993ء میں 527 کرو روپے ملیں گے۔ 94-1993ء میں 580 کروڑ ملیں گے 95-1994ء میں 638 کروڑ روپے ملیں گے 96-1995ء میں سات سو کروڑ روپے ملیں گے اگر اسی اضافے کے ٹرینڈ کو دیکھ لیا جائے تو اس سال ہم کو آٹھ سو کروڑ روپے ملنا چاہیئے وہ پرسنٹیج وائز لیکن جو انہوں نے ہم کو اس مد میں انڈیکیٹ کیا ہے گیس ڈویلپمنٹ سرچارج میں اگلے سال آپ کو ملے گا - 285 کروڑ روپے اور کہاں آٹھ سو کروڑ روپے تو صرف اس مد میں جو فرق ہے وہ 515 کروڑ روپے ہے۔

اور وہی ہماری بجٹ ہے یہ بجٹنگ تو ایسے نہیں ہوتا ہے کہ آپ ایک سالہ بجٹ کم کردیں ایک سال لوگوں کو ملازمتوں سے نکال دیں ابھی ہم کیا کرسکتے ہیں اس میں کہ ہم پچاس ہزار لوگوں کو نکال سکتے ہیں نوکریوں سے 91-1990ء سے جو ہمارا بجٹ ٹرینڈ آتا ہے تو آٹومیٹکلی دونوں چیزوں میں ریونیو ایکسپنڈیچر میں اور ڈویلپمنٹ ایکسپنڈیچر میں دس پندرہ فیصد اضافی ٹرینڈ ہوتا ہے یہ تمام فیڈرل بجٹ میں بھی ہے آپ کے چاروں صوبوں میں بھی ہے دنیا میں جدھر بھی بجٹنگ ہوتی ہے یہ کنزرویٹو فیگر اس کے ہیں کہ اگر دس اور پندرہ فیصد کے درمیان آپ اس میں اضافہ کریں ہر سال

ہونا تو یہ چاہئے کہ اگر اچھی فیگو ہو کبھی تیس فیصد اضافہ ہو جائے ڈویلپمنٹ میں یا ڈبل ہو جائے لیکن یہ کنزر ویٹو فیگو ہیں یعنی 1990ء سے جو بجٹ ہم چلا رہے ہیں - 1992-93ء سے اسی کو مینٹین رکھنے کے بھی ان پیسوں کی ضرورت تھی کیونکہ اس وقت کا بجٹ جو ہے وہی این ' ایف سی ڈاکو منٹس کے مطابق بنایا گیا تھا اور ہماری بدقسمتی یہ ہے دو چیزیں تھیں جیسا کہ پہلے میں نے عرض کیا کہ ایک ڈویزیبل پول جو ٹیکسز کی صورت میں پیسے وفاقی حکومت جمع کرتی ہے اور 80 فیصد صوبوں میں تقسیم کر دیتی اور 20 فیصد اپنے ساتھ رکھ لیتی ہے اس ٹیکس سے جو ہے ہمارا شیئر 5.3 جو کہ نہ ہونے کے برابر ہے دوسری مد آتی ہے اسٹیٹ ٹرانسفر میں جس میں ہماری گیس کی ترسیلات ہم کو ملتے ہیں یا فرنٹیئو کو ہائیڈیل پاور کی ترسیلات ان کو ملتے ہیں جہاں اگر ٹرینڈ آپ دیکھیں کہ جو این ایف سی کے پروجیکشنز تھے کہ آپ کے ٹیکسز کی آمدنی سے آپ کو آمدنی ملے گی جو ان کے ٹارگیٹی فیگوز تھے ہمیں توقع نہیں تھی کہ وہ پورا ہو جائے گا 1990-91ء سے آپ دیکھ لیں تا حال اس میں اضافہ ہوتا رہا ہے جہاں تک اسٹیٹ ٹرانسفر کی بات ہے وہاں ہم لوگ سیگمنٹو میں جا رہے ہیں یہاں تک کہ آٹھ ارب کی بجائے ہم کو دو ارب پچاس کروڑ روپے مل رہے ہیں اس کے ماسوائے دوسری رائلٹی کی بات آتی ہے بدقسمتی یہ ہے کہ رائلٹی بھی اگر دوسرے صوبوں میں مہنگی گیس فروخت کرنے کے باوجود 80 روپے یونٹ فروخت کرتے ہیں 70 روپے میں فروخت کرتے ہیں اور اسی 70 اور 80 کے حساب سے یہ ساڑھے بارہ فیصد ان کو رائلٹی ملتی ہے ہم کو سستی گیس پروڈیوس ہونے کی وجہ سے کیونکہ اس کا بیسک قیمت کم ہے اسی ساڑھے بارہ فیصد کا دو روپیہ ہم کو دیا جاتا ہے یا ڈیڑھ روپیہ ہم کو دیا جاتا ہے اس صورت میں ان کو دس روپے تک رائلٹی ملتی ہے ہم کو سزا جو مل رہی ہے وہ سستی گیس فروخت کرنے کی اس وقت ہم پورے ملک کو سستی گیس پروڈیوس کر رہے ہیں

اس بے گراؤنڈ میں جانے کے لئے چونکہ ہمارے ساتھ جو ہم نے ذکر کیا کہ شارٹیج گیس میں آرہی ہے کہ اس سال کے بجٹ فیگرز اور جو اسٹیٹمنٹ ملے ہیں اس میں 515 کروڑ روپے کی صرف گیس ڈویلپمنٹ سرچارج میں ہمارے لئے کمی آرہی ہے اگلا این ایف سی اجلاس جو جولائی میں ہونے والا تھا اس کے لئے جو ہم نے کیش داخل کئے ہیں 27 دسمبر کو وزیر اعظم صاحب کے ساتھ اس کی میٹنگ بھی ہوئی فسٹ اسی میں پھرانہوں نے چاروں صوبوں کو ایک سب کمیٹی بنا دی کہ سب کمیٹی مجا کر اپنی ان چیزوں کے بارے میں خود ہی فیصلہ کرلیں جہاں تک ممکن ہو سکے اگر کچھ ڈیفرنسز رہ جائیں گے تو پھر فیڈرل گورنمنٹ کے پاس یا پرائم منسٹر کے پاس چونکہ وہ خود ہی بحیثیت فنانس منسٹر ہیں وزیر اعظم صاحب تو اس کے پاس ہم نے لے جانا تھا ہم نے یہ میٹنگ پنجاب سندھ اور فرنٹیئر میں کیا اور لاسٹ 13 اور 14 اپریل کو کوئٹہ میں کیا اس میں ہم لوگوں نے یعنی میں نے پریس کانفرنس کیا ٹی وی میں بھی آیا اور نیشنل پیپر نے بھی اس کو شائع کیا ہم لوگوں نے ایک مشترکہ قرار داد بنائی اور سفارشات ہم نے فیڈرل گورنمنٹ کو بھجوا دیئے آئینی ذمہ داریوں کے مطابق ہر پانچ سال کے بعد این ' ایف ' سی ایوارڈ اناؤنس ہوتا ہے کیونکہ اسی صورت حال اس میں پہلے ہی پیش بندی ہو جاتی ہے نہ کہ آپ کو آخری وقت پر پتہ لگے کہ مجھے اتنا نقصان ہے تو پھر اس میں کوئی گنجائش نہیں ہوتی ہے ایوارڈ میں ایسی چیزوں کی جتنی ضروریات ہوتی ہے یا حق ہوتا ہے اس کا تحفظ ہو جاتا ہے اس ایوارڈ میں جو ہم نے زیادہ زور دیا تھا وہ گیس رقم پر دیا تھا یہ گیس کی رقوم جو کہ ہم کو کم ملی ہے یعنی ہم کو بتایا گیا تھا کہ آپ کو سات ارب روپے ملیں گے اور ہم کو 455 کروڑ روپے ملے پچھلے سال ہم کو بتایا گیا کہ اس سال آپ کو آٹھ ارب روپے ملیں گے ہم کو 275 کروڑ ملے ہیں۔

صوبے میں کاموں کے لئے بچتی ہے۔ اگر یہ صوبہ یہ وفاق کے حصے ہیں تو انہیں چاہئے کہ اس صوبے کی مالی مدد کرے مالی تعاون کرے۔ صوبوں کو اس کے تحت جو امداد ملنی چاہئے ملے۔ یہ صوبہ صرف تنخواہیں دینے کے لئے نہیں بنا ہے۔ یہ صوبہ اور اسمبلی اس لئے بنا ہے کہ اگر ہم لاہور میں بیٹھ کر بات کرنے کی بجائے کوئٹہ میں بات کرتے ہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے اسمبلی کا یہ فائدہ ہونا چاہئے کچھ مالی امداد یا جو کہ ہم یہ شروع سے کہتے چلے آرہے ہیں کہ بلوچستان باقی صوبوں سے پسماندہ صوبہ ہے یہاں اس صوبے کی کوئی حکومت آتی ہے چاہے وہ مارشل لاء دور گزرا ہو مسلم لیگ یا پاکستان پیپلز پارٹی سب کا کہنا تو یہ ہوتا ہے کہ اس پسماندہ صوبے کو ہم دوسرے صوبوں کے برابر لائیں گے ترقی دیں گے۔ اس کو خوشحالی دیں گے تو جناب اسپیکر میں سمجھتا ہوں کہ آبادی بڑھنے کے ساتھ ساتھ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمیں تو پیچھے کی طرف دھکیلا جارہا ہے۔ ہم ترقی دینے کی بجائے تنزل کی طرف جارہے ہیں تو میں اسپیکر صاحب اس قرارداد کے حوالے سے مختصراً" یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کو ترقی دینا ہے تو بلوچستان کے جتنے بھی منصوبے ہیں ان پر جو بھی کام ہو رہا ہے ان کو ترقی دی جائے۔ تاکہ یہ صوبہ ترقی کرے جبکہ ہمارے بجٹ میں وزیر خزانہ جناب جعفر خان مندوخیل نے کہا کہ یہ صرف تنخواہ دینی والی بجٹ ہے اس میں ترقی تو کچھ نہیں ہے۔ میں اس قرارداد پر مختصراً" اس لئے کہتا ہوں کہ مزید جو گیپ آرہی ہے پانچ ارب روپے کی اس کو پورا کیا جائے میں تمام اراکین اسمبلی سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس کی حمایت میں کچھ کہیں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر : ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر) : جیسا کہ وزیر خزانہ صاحب نے اپنے تقریر میں کہا ہے اس کے لئے حقیقت یہ ہے کہ ہمیں اس گناہ کی سزا دی جا رہی ہے کہ پاکستان میں پچاس فیصد سے زیادہ گیس اس صوبے سے سپلائی کی جا رہی ہے۔ سستی گیس ہے بارہ روپے یونٹ کے حساب سے یہ گیس فراہم کی جا رہی ہے جس پر ہمیں یہ سزا دی جا رہی ہے دوسرے صوبوں میں ساٹھ اسی روپے یونٹ کے حساب سے دی جا رہی ہے وہ جو ہمارے آئینی حق سے کاٹی جا رہی ہے دوسری بات یہ ہے کہ اسی گیس کے پیسوں سے سیاسی طور پر یا ظلم کے طور پر پنجاب اور سندھ میں دھڑا دھڑ گیس کے کنکشن دیئے جا رہے ہیں تمام ہماری سے کاٹی جا رہی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ گیس کمپنی جو شاہ خرچیاں کر رہی ہے وہ بھی ہمارے صوبے سے کاٹی جا رہی ہے تو اس طرح ہر سال بجائے بڑھنے کے چونکہ لوگوں کی گیس ڈیمانڈ زیادہ ہے ہر ایک درخواست دے رہا ہے کہ تیل اور اور لکڑی اتنی مہنگی ہوگی ہے کہ کسی کا جی نہیں چاہتا کہ گیس کنکشن موجود ہے۔

لہذا زیادہ سے زیادہ لوگ گیس کنکشن کے لئے درخواست دے رہے ہیں اور ان کی ضرورت سیاسی بنیادوں پر تمام پاکستان میں بہت زیادہ تعداد میں سپلائی کی جا رہی ہے۔ تمام اخراجات جو ہمارے صوبے کے ہیں وہ گیس کے سرچارج سے کاٹے جا رہے ہیں۔ لہذا اگر یہ اور بھی بڑھے تو اور بھی زیادہ کنکشن لوگوں کو دیئے جائیں گے پھر جب پچاس ارب روپے دینے کے ہمارے پاس کچھ نہیں رہا پھر آپ کے حصے میں کچھ نہیں رہا ہے۔ یہ نا انصافی ہے۔ بلکہ وہ اس ٹرینڈ پر چلتے رہے انہوں نے یہ خسارہ این ایف سی ایوارڈ جس کا فیصلہ بھی ہوا ہے۔ کیٹیوں کے درمیان ہوا ہے تمام کا یہ فیصلہ ہے کہ آنے والے این ایف سی کا فیصلے نے اس کو بھی پیچھے پھینک دیا۔ ہم اس کا یہ مطلب ضرور اخذ کریں گے کہ سیاسی طور پر اس صوبے کو مارا جارہا ہے۔ کیونکہ آپ ایک

صوبے کو ڈائرکٹ لون دیتے ہیں۔ ڈائرکٹ آپ اس صوبے کے سورسز کاٹ دیتے ہیں۔ جبکہ تمام پاکستان میں آپ کا ایک ریسورس ہے اسے بھی کم دیں گے اور دوسرے صوبے کو پیکج کے ذریعے کمپنسیٹ کیا جارہا ہے۔ کسی کو سو ارب پیکج دیتے ہیں کسی کو دس ارب کسی کو ایک طریقے سے کسی کو دوسرے طریقے سے۔ ان کو کمپنسیٹ کیا جاتا ہے ان کے نقصانات کو پورا کیا جاتا ہے اور جہاں تک اس صوبے کا تعلق ہے اس کو پورا نہیں کیا جاتا ہے لہٰذا اس صوبے میں واقعی اس قسم کی بڑی بات ہے لہٰذا ہم یہ کہیں گے کہ اگر ان کا یہ رویہ رہا کہ ہم یہ سمجھیں گے کہ سیاسی طور پر صوبے کو مار رہے ہیں۔ ہمارا یہ حق قانونی بھی بنتا ہے قانونی طور پر جو صوبے پیچھے ہیں جو بیک ورڈ ہیں یا مرکز کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ان کو اسپیشل پیکج دے کر فنڈز دے کر ان کو دوسروں صوبوں کے برابر لائیں۔ آپ بجائے برابر لانے کے دن بدن اگلے سال اس سے پچھلے سال سے دن بدن ہم کو پیسہ کم کیا جارہا ہے ہم یہ سمجھیں گے جو ہمارا حق بنتا ہے وہ بھی نہیں دیتے ہیں۔ اور جو ہمارا حق ہے آئین کے مطابق ہمیں اپنا حق نہیں مہیا کیا جارہا ہے۔ اسپیشل پیکج بھی نہیں دیا جارہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں سیاسی طور پر خراب کیا جارہا ہے بلوچستان کے تمام عوام کو واٹر سپلائی، ہیلتھ، ایجوکیشن اسکیمات میں نظرانداز کیا جارہا ہے سب کو محروم کیا جارہا ہے جس کے نتیجے میں صوبے کے ہر انسان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ ہم امید کریں گے اس صوبے کے تمام انسانوں کے ساتھ یہ زیادتی نہیں کریں گے۔

جناب اسپیکر : بہت شکریہ کوئی اور معزز رکن۔ جناب ارجن داس بگٹی صاحب۔

مسٹر ارجن داس بگٹی : جناب والا! میں نے صوبائی خودمختاری سے متعلق بھی بات کی تھی کہ بلوچستان کے وسیع تر مفادات کے لئے اور حقوق کے تعین کرنے کے

سلسلے میں ہماری پارٹی اور ہم نے بالخصوص ہمارے پارٹی لیڈر نواب محمد اکبر خان بگٹی صاحب نے جو کوششیں کی ہیں وہ قابل احترام کوششیں ہیں جناب اسپیکر این ایف سی ایوارڈ کی بات جیسا کہ ہمارے قابل احترام دوست ایک ریزولیشن لائے ہیں اس ایوان میں جس کے سلئے میں نے آپ سے اٹھ کر درخواست کی تھی کہ ہمیں اس کے لئے محرک کے طور پر مجھے بھی شریک سمجھیں۔ میں شکرگزار ہوں آپ کا کہ مجھے بھی محرک کے طور پر شامل کیا ہے اور آج مجھے آپ نے بولنے کا موقع دیا ہے جناب اسپیکر صاحب بلوچستان کے مفادات ہم سب کو عزیز ہیں۔ اس وقت ہم یہاں عوام کے مترجم کی حیثیت سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے جائز حقوق دلانا ہمارا آئینی فرض بنتا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب 1971ء میں جو مردم شماری ہوئی تھی اور 1975ء نیشنل ایوارڈ کی تقسیم ہوئی یہی وہی حصہ آج تک ہمارے اس صوبے کو اس وسیع عریض علاقے کو مل رہا ہے۔ اور توجہ طلب بات یہ ہے کہ بلوچستان مردم شماری کے لحاظ سے یقیناً" ہماری آبادی کم ضرور ہے لیکن رقبے کے لحاظ سے 45 فیصد ہمارے بلوچستان کا حصہ ہے اور اس نقشے میں موجود ہے۔ کم ترقی یافتہ ہونے کی حیثیت سے پسماندہ صوبے کے ہونے کی حیثیت سے ہماری بھرپور انداز میں پر زور طور پر بشمول اپنی پارٹی کی حمایت کرتے ہیں۔ اور میں رقبے کی بنیاد پر اپنے محاصل میں اضافے کی تجویز اور پر زور مطالبے کے حوالے سے بھی وفاقی حکومت سے ہم گزارش کریں گی کہ ہم ایک مثال سنتے آئے ہیں بچہ روتا ہے تو ماں اس کو دودھ دیتی ہے۔

جناب اسپیکر صاحب اگر بچہ خاموش سویا رہتا ہے تو ماں سمجھتی ہے کہ اس کو پیاس بھوک نہیں ہے۔ سمجھتی ہے کہ اسے نہ پیاس ہے نہ بھوک ہے اب جب اس قرارداد کی صورت میں یہ واضح ہے کہ اس وقت ہم خسارے میں جا رہے جس سے ہمارے تمام پہلو متاثر ہوں گے ہمارے وہاں تعلیم یافتہ بے روزگار نوجوان جس کی میں نے لسٹ اسی دن آپ کی خدمت میں اس مقدس فورم پر پیش کی تھی ہزاروں کی تعداد میں ہے

جنہوں نے بے روزگاری نسل میں گریجویٹ کرنے کے بعد پوسٹ گریجویٹ کے بعد اپنی درخواستیں جمع کرائی ہوتی ہیں۔ اس سے ہٹ کہ جناب اسپیکر جتنے بے روزگار ہمارے پاس اس ٹائم موجود ہیں جن کی درخواستیں اب تک اس سیل میں نہیں پہنچی اور ان کی بھی آنکھیں لگی ہوتی ہیں اس مقدس فورم کی طرف اس مقدس اسمبلی کی طرف اور **بالخصوص** جس میں اپنے اپوزیشن کے **بینچز** سے Idependent آف اپوزیشن کی **بینچز** سے اپنے قائد ایوان سے جو اس ٹائم ہاؤس میں تشریف رکھتے ہیں میں ان کو اور Treasury benches کے دوستوں کو یہ یقین دلاؤں گا اپنی پارٹی کی طرف سے کہ جہاں صوبے کے مفادات کی بات آئے گی وہ ہمیں ساتھ شانہ بہ شانہ پائیں گے اور قائد ایوان ایک Young Blood ہے نوجوان ہیں ہمیں توقع ہے کہ وہ ہمارے بلوچستان کے حقوق کے لئے وہی جنگ لڑیں گے جو ہمارے پارٹی لیڈر نواب محمد اکبر خان بگٹی نے 89 میں جب ان کی گورنمنٹ بنی تھی بھرپور انداز میں اس بات کو اٹھایا تھا میں یہ بھی تجویز پیش کروں گا وفاقی حکومت کو کہ وہ وفاقی محاصل جن کو صوبوں میں تقسیم کیا جانا ہے اس میں بھی اپنا حصہ کم کریں تاکہ اس میں سے کچھ ہمارے صوبہ بلوچستان کو مل سکے اور یہ بھی جناب اسپیکر صاحب اخباروں کے حوالے سے ویسے تو تفصیلات تو جناب جعفر خان مندوخیل صاحب نے بیان کئے جناب اکرم بلوچ صاحب اور ڈاکٹر کلیم اللہ خان بھی اس موضوع پر بولے سوئی گی کی رائلٹی کی بات ہے یا اس کے علاوہ جتنے بھی مدات نہیں ان میں سے بھی بلوچستان کو محروم رکھا جارہا ہے جس سے آج اس وقت نہ صرف یہ ہاؤس بلکہ بلوچستان کے 75 لاکھ عوام بھی جان چکی ہے کہ ہمیں ہمارے حقوق سے پیچھے رکھا جارہا ہے جبکہ دیکھا جائے وفاق اور وفاقی یونٹس پر باڈی ایک ہی ملک ہے اور ایک ہی ملک کی پختگی اور سلامتی کی ہم سب دعا کرتے ہیں یہ دھرتی ہماری ہے لیکن جہاں حقوق کی بات کرتے ہیں تو اس میں حق نہ مانگنا بھی بزدلی کے شیوے سے مترادف ہوا کرتا ہے میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ جیسے کہ سن رہے ہیں کہ سندھ میں کراچی کے

بندر گاہ کو بھی رائلٹی دیا جائے گا تو میں اس ضمن میں یہ بھی گزارش کروں گا اگر یہ بھی ممکن ہے اگر یہ واقعی صحیح ہے تو گوادر ہمارے بلوچستان میں ہے اور رائلٹی بھی ہمارے سوبے کا حق بنتی ہے جناب اسپیکر صاحب یقیناً" میرے بعد بھی بہت سے لوگوں نے بولنا ہے اختتاماً" دل کی گہراؤں سے اس قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے Treasury کے دوست بشمول ہمارے قائد ایوان ہمارے صوبہ بلوچستان کے حقوق کے لئے کوئی کوتائی نہیں کریں گے جس میں نہ صرف بلوچستان ان نوجوان بے روزگاروں کا سوال ہے بلکہ غربت کا سوال ہے ناخوندگی کا سوال ہے پسماندگی کا سوال ہے بلوچستان کی ترقی پاکستان کی ترقی ہوگی میری یہ دعا ہے خدا کرے ہمارے حقوق کے تعین میں ہمارے قائد ایوان اور ہمارے دوست بھرپور انداز میں اپنا کردار سرانجام دیں ہم ان کے ساتھ ہے شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر صاحب : جی مولانا صاحب

مولانا عبدالباری : بسم اللہ الرحمان الرحیم جناب اسپیکر منسٹر فنانس جعفر خان مندوخیل نے جو قرارداد پیش کی تھی یہ ایک حقیقت اور حق پر مبنی قرارداد ہے جمیعت علمائے اسلام اور جو ان کی الائونس پارٹیاں ہے پیپلز پارٹی بلوچستان نیشنل موومنٹ مینگل گروپ پر مشتمل متحدہ اپوزیشن ہے ہم نے ہمیشہ حق اور حقیقت کی حمایت کی ہے جناب اسپیکر پچھلے سال پندرہ ارب کے آس پاس جو بجٹ رکھا گیا تھا تو پچھلے سال بجٹ میں ہمارے صوبے کی جو کل آمدنی تھی وہ پچاس کروڑ کے لگ بھگ اور باقی بجٹ کی جو رقم اس کا تعلق وفاقی محاصل کے ساتھ تھا اور وفاقی محاصل پھر دو قسم کے تھے ایک قسم وفاقی ٹیکسیز اور باقی دوسرا جو ہے گیس رائلٹی گیس ڈویلپمنٹ سرچارج جو ہمارے صوبے سے گیس نکلتی ہے جو اللہ تعالٰی کا ایک خاص عطیہ ہے اس صوبے کو تو پچھلے سال بھی ہم نے گزارش کی تھی کہ یہاں پر جب کہ بجٹ پیش ہوتا ہے بجٹ سے پہلے جب ہمارے افسر صاحبان بجٹ میں جب بریفنگ دیتے ہیں جس میں اپوزیشن کے ارکان بھی

بیٹھتے ہیں تو اس وقت یہ بوبلمنگ ایک خاص قسم کی ہوئی ہے جس طرح ہم ایک چیز کو خواب میں دیکھ رہے ہوتے ہیں میرے خیال میں بجٹ کی جو اہمیت ہے حکومت میں قانون کے بعد جو ہے میں سمجھتا ہوں دوسری چیز جو اہمیت کی چیز ہے وہ بجٹ ہے یہاں پر بھی جب ہمارا بجٹ بنتا ہے یا جب پیش ہوتا ہے وہ اکثر اس طریقے سے کہ ہمارے ممبر صاحبان کو اندھیرے میں رکھا جاتا ہے پچھلے سال بھی ہم نے بجٹ کے حوالے سے بجٹ سے پہلے اور بجٹ کے بعد حکومت کو یہ تجویز دی تھی کہ اسی مسئلے کا تعلق پورے بلوچستان سے ہے چاہے اپوزیشن ارکان کے حلقے ہیں یا حکومتی ارکان کے حلقے ہیں اس حوالے سے ہم مکمل ہیں پارٹی ورکر سے لے کر لیڈر شپ تک بلوچستان اسمبلی سے لے کر پارلیمنٹ قومی اسمبلی اور سینٹ تک ہم خلوص کے ساتھ آپ کے ساتھ ہے یہ مسئلہ ہم صرف سیاسی مسئلہ نہیں سمجھتے ہیں جناب اسپیکر اس مسئلے اس مسئلے کو اتنی اہمیت حاصل ہیں کہ اسی مسئلے کو میں حقوق العباد کا مسئلہ سمجھتا ہوں اور میں وفاق کو بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو ہے وہ حقوق العباد تلف کرنے سے ناراض نہیں ہوتا ہے جتنا حقوق العباد تلف کرنے سے ناراض ہوتا ہے جناب اسپیکر پچھلے سال جمعیت علماء اسلام اور ہماری اپوزیشن پارٹیوں نے آخر تک مکمل ساتھ دیا ترقیاتی اخراجات ہیں انہیں کم کریں اور کم کرنے کے لئے یہ طریقہ ہے کیبنٹ حکومت کی جو سائیز ہے اتنے پسماندہ صوبے اور اتنے کم وسائل میں نے یہ تجویز دی گئی کہ نجی میٹنگوں میں بھی اور اسمبلی کے فلور پر بھی کہ آپ جب بجٹ بنانا چاہتے ہیں یا بجٹ بنا رہے ہیں تو بجٹ میں دو چیزوں کو مد نظر رکھیں ایک مسائل اور دوسرا وسائل آپ لوگ جب حکومت سازی کرتے ہیں جب حکومت کی تشکیل ہوتی ہے تو حکومت کی تشکیل اور کیبنٹ کا سائیز جو ہے وہ ہمیشہ مسائل کے سامنے اور وسائل کے توازن کے مطابق ہو اور ان کے موافق میں بنانا چاہتے ہیں جو کہ عقل سے باہر کی بات ہے۔

تو جتنے آپ کے وسائل ہیں۔ بہت مختصر سے وسائل ہیں ان وسائل کی حد تک

اپنی کیبنٹ کو محدود رکھیں تاکہ وسائل کم اور مشکلات زیادہ ہوں اور مسائل کی بنسبت آپ کیبنٹ کو تشکیل دیں جو دنیا کے ہر قانون جو کیبنٹ سازی یا حکومت سازی کے لئے قانون ہوتا ہے۔ یہ بات ہر دانشور اور عقل سے بالاتر ہے۔ یہ تجویز ہم نے دی تھی۔ اور اس تجویز پر وزیر خزانہ صاحب نے یقین دھانی کرائی کہ ہم اس پر غور کریں گے۔ اور غیر ترقیاتی اخراجات کو ہم کم کریں گے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اتنا پسماندہ صوبہ اور اتنے زیادہ وزراء۔ وزراء صاحبان کی فوج ظفر موج اور پھر ایک وزیر کے پاس اتنی گاڑیاں خوبصورت گاڑیاں۔ جب ایک دفعہ نکلتے ہیں تو ایک قسم کی گاڑی کھڑی ہوتی ہے جب ہم دوسری مرتبہ دیکھتے ہیں تو دوسری قسم کی گاڑی ہوتی ہے۔ ہم تو خوش ہوتے ہیں آپ لوگ اچھی اچھی گاڑیوں میں بیٹھے ہیں۔ دوسری بات جناب اسپیکر اس وقت میں نے ایک تجویز دی تھی۔ آپ لوگ جب بجٹ بناتے ہیں تو بجٹ جو کاپیاں ہیں وہ اردو میں پیش کریں۔ وہ اردو میں بنائیں جناب اسپیکر یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے ممبران اسمبلی۔ ہمارے بیوروکریٹس جب بھی کسی میٹنگ میں بیٹھے ہیں تو ان کی بول چال اکثر انگریزی میں ہوتی ہے۔ جس کو میں صرف احساس کمتری سمجھتا ہوں ہماری قومی زبان اردو ہے پاکستان کے آئین میں باقاعدہ لکھا ہے پچھلے سال میں نے بجٹ سازی کے موقع پر یہ تجویز دی تھی کہ ہمارے اکثر ممبران انگریزی نہیں سمجھتے ہیں آپ یہ بجٹ کی کاپیاں انگریزی کی بجائے اردو میں بنائیں اور دیں۔ جناب اسپیکر تیسری اور اہم چیز جو میں محسوس کر رہا ہوں وہ بوہیفنگ کی بات ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ جس مسئلہ کے لئے جعفر خان صاحب نے قرارداد پیش کی ہے اس کا تعلق حق کے ساتھ ہوتا ہے جناب اسپیکر یہ نہ ہماری خواہش ہے بلکہ اس کو ہم ایک عوامی ضرورت سمجھتے ہیں اس کا تعلق عوام کی ضرورت اور صوبے کی ضرورت کے ساتھ ساتھ ہے جب ایک حق ہم مانگ سکتے ہیں اور اس کے لئے ہم ایک تحریک چلا سکتے ہیں۔ جب ایک حق ہمیں معلوم ہو۔ کہ این ایف سی ایوارڈ کیا ہوتا ہے۔ نیشنل فنانس کمیشن کیا ہوتا ہے این اے سی کیا ہوتا ہے

آپ کے گیس ڈویلپمنٹ سرچارج کا کتنا حصہ ہے ہر چیز کی ایک بریفنگ ہو ایک معلومات ہو جب ایک آدمی کو کسی ایک معاملے کے بارے میں علم ہو اور اس کی دانش ہو پھر جب وہ تحریک چلاتے ہیں۔ تو بصیرت کی بنیاد پر اور شعور کی بنیاد پر جناب اسپیکر میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر جب بجٹ پیش ہوتا ہے بڑی بڑی کاپیاں ممبران کو دی جاتی ہیں۔ وہ انہیں گھر لے جاکر پھینک دیتے ہیں بیسہ سے بھی فالتو خرچ ہوتا ہے۔ جناب اسپیکر فائدہ بھی نہیں ہوتا ہے تو میرا مقصد یہ ہے کہ ابھی جو 16 تاریخ کو بجٹ پیش ہونے والا ہے۔ اس میں ہمیں پہلے آپ کو بریفنگ دینی چاہئے۔ اور ہمیشہ ہر تین دن کے بعد بریفنگ دیں کیونکہ بجٹ ایک مین چیز ہے جناب اسپیکر میں اس قرار داد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میری تجویز ہے کہ یہ بجٹ کیبنٹ کی بجائے یہاں صوبے میں ایک اکنامکس فورم ہو۔ جس میں ایسے لوگ بیٹھے ہوں جو اقتصادیات کے ماہر ہوں اس میں نہ صرف اقتصادیات کے ماہر بیٹھے ہوں بلکہ اسلامی اقتصادیات کے ماہر ہوں تاکہ ہمارا بجٹ ایک صاف شفاف اسلامی بجٹ ہو جناب اسپیکر دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پر جب بجٹ پیش ہوتا ہے آؤٹ سائیڈ پر ایک اور بجٹ بھی ہے آؤٹ سائیڈ پر وزیر اعلیٰ صاحب کسی کو پیسے دے رہے ہیں جس طرح ہمارے وزیر اعظم صاحب کا خصوصی پیکج ہوتا ہے اور خصوصی گرانٹ ہوتی ہے اسی طرح ہمارے وزیراعلیٰ صاحب کے بھی اخراجات ہوتے ہیں جناب اسپیکر صاحب میں نہیں سمجھتا ہوں کہ آئین میں جو ضمنی بجٹ کی بات ہو رہی ہے۔ ضمنی بجٹ کے کیا معنی ہوتے ہیں۔ ضمنی بجٹ کے معنی ہوتے ہیں کہ پچھلے سال ہم نے جو پیسے خرچ کئے ہیں اور پیسے خرچ کرنے کے بعد سال کے آخر میں جب نیا سال آتا ہے کیونکہ جناب اسپیکر میں سمجھتا ہوں کہ سال جو ہیں تین قسم کے ہوتے ہیں ایک عیسوی سال ہوتا ہے۔ دوسرا شمسی سال اور تیسرا مالی سال ہوتا ہے۔ مالی سال شروع ہوتا ہے جون جولائی سے۔ جب ہم دوسرے مالی سال میں داخل ہوتے ہیں تو پچھلے سال کا جو اضافی خرچ شدہ بجٹ ہے اس کی ہم اس اسمبلی کے فلور سے منظوری دیتے ہیں تو

میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ کہاں کا آئین ہے اگر ایسا آئین ہے تو پر میں کہوں گا کہ اس آئین میں ترمیم کریں۔ جناب اسپیکر صاف بات ہے کہ آج ممبران صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں قائد ایوان صاحب خود بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور اپوزیشن بھی بیٹھی ہے آج فیصلہ کریں اگر این ایف سی ایوارڈ میں جعفر خان سن لیں این ایف سی ایوارڈ کی سب کمیٹی جنہوں نے سفارشات بنا کر وزیر اعظم صاحب کو بھجوائی ہیں۔ میں صاف کہتا ہوں کہ ہمیں اندھیرے میں رکھا ہے۔ بلکہ وزراء صاحبان کو بھی اندھیرے میں رکھا ہے جعفر خان کبھی ایک گھنٹہ کبھی آدھا گھنٹہ تقریر کرتا ہے کبھی پریس۔ ہم خود سمجھ سکتے ہیں کہ پیسہ نہیں مل رہا ہے۔ بات پیسے کی ہے ہمارے ایک ممبر قومی اسمبلی میں تقرر کر رہے تھے انہوں نے ایک مثال دی تھی کہ (پشتو) ادھر کی بات بھی پیسہ کی ہے اور ادھر کی بات بھی پیسے کی ہے۔ اب جناب اسپیکر صاف بات یہ ہے کہ اگر انہوں نے ہمارا حق نہیں دیا اس حق کو ہم اپنا آئینی حق سمجھتے ہیں تو پھر ہمارا ایک مسئلہ ہے ایک حل ہے وہ حل یہ ہے کہ ہم سرے سے بجٹ پیش ہی نہ کریں۔ چاہئے اس میں حکومت چلی جائے چاہئے اسمبلی ڈیزالو ہو جائے چاہے ممبر شپ چلی جائے میں ممبر شب سے استعفیٰ کے لئے تیار ہوں۔ کیونکہ اگر کوئی حکومت ہو اور حکومت میں اتنے زیادہ وزراء ہوں ہر موڑ کو جب ہم کراس کرتے ہیں جب ہم میزان چوک کراس کرتے ہیں یا عبدالستار چوک کراس کرتے ہیں تو خواہ مخواہ ایک جھنڈا نظر آتا ہے پاکستان کے جھنڈے کی اتنی خوش قسمتی ہے بلوچستان میں کہ ہر ایک موڑ پر پاکستان کا جھنڈا نظر آتا ہے وزراء کی ماشاء اللہ اتنی کثرت ہے اتنی کثرت ہوتے ہوئے اگر بجٹ نہ ہو پیسہ نہ ہو اور ہم بلوچستان کے پسماندہ عوام کی خدمت نہ کر سکیں تو اس اسمبلی کی بھی کوئی افادیت نہیں ہے اور اس حکومت کے رہنے کی بھی کوئی افادیت نہیں ہے اور بجٹ بھی پیش نہ کرائے اور اس کی پاداش میں بلوچستان اسمبلی چلی جائے حکومت نہ ہو۔ یہ ساری بات مرکز پر آجائے دنیا کو ہم دکھائیں تیسری جو اہم تجویز ہے۔ میں ہمیشہ یہ تجویز دیتا ہوں کہ ہمارا بجٹ خسارے کا

بجٹ ہونا چاہئے پچھلے سال وزیر خزانہ صاحب نے اور اس سے پچھلے سال بھی وزیر خزانہ صاحب نے فاضل بجٹ پیش کیا تھا۔ اس وقت بھی میں نے تجویز دی تھی کہ فاضل بجٹ کے یہ معنی ہیں کہ ہم دنیا کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ہمارے پاس پیسہ زیادہ ہے کام نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ دنیا کو وفاق کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ہمارے پاس پیسہ زیادہ ہے کام نہیں ہے جب آپ کے پاس پیسہ زیادہ ہے تو وفاق اور عالمی ادارے آپ کو اور پیسہ نہیں دینا چاہتے ہیں۔ میں اس حق میں ہوں کہ چاہے آپ کو پیسہ ملے یا نہ ملے۔ اپ کا بجٹ خسارے کا بجٹ ہونا چاہئے جناب اسپیکر اصل میں جو اس ملک کا مین مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ یہاں پر جو حکومت ہے یعنی اسلام آباد میں جو بیٹھی ہوئی حکومت ہے اس میں چار صوبے ہیں اور کچھ قبائلی علاقہ جات ہیں۔ یہاں ہمارے ملک میں قومی حکومت ہے مگر یہاں پر قومی نظام نہیں ہے وہ نظام جس نظام نے جانور کو حق دیا تھا ہندو کو حق دیا ہے سکھ کو حق دیا ہے اقلیتی لوگوں کو حق دیا ہے اور مسلمان کو تو حق دیا ہے۔ اس نظام کی کمی ہے اس نظام کی کمی کی بنیادی وجوہات کیا ہیں ہماری لیڈر شپ خود غرض ہے ہمارے حکمران خود غرض ہیں ہمارے بڑے بڑے جو قبائلی نواب سردار ہیں وہ اپنے قبائلی جھگڑوں میں پھنسے ہوئے ہیں ان کو نہ نظریہ سے کوئی سرو کار ہے اور نہ ہی صوبے کی پسماندگی دور کرنے سے کوئی دلچسپی ہے۔ تو جناب اسپیکر اصل مسئلہ قومی نظام کی کمی ہے میری اس بارے میں کچھ تجاویز تھیں جو میں نے پیش کی تھیں وزیر خزانہ صاحب نے انہیں شاید نوٹ بھی کی ہوں اس قرار داد کے حوالے سے میں نے نہ صرف فلور پر تقریر کی ہے۔ جناب اسپیکر میں ممبر شپ اسمبلی سے استعفیٰ دینے کے لئے بھی تیار ہوں۔

اگر ہمیں وزارتوں کو خیرباد کرنے کی ضرورت پڑی تو وزارتوں کو خیرباد کہیں گے مرکز سے استعفے دیں گے۔ ممبر شپ سے استعفیٰ دیں گے۔ جناب اسپیکر صاحب صاف بات ہے اگر پیسہ بجٹ کے لئے نہ ہو خسارہ پانچ ارب ہو عوام کی خدمت نہ کر سکیں۔

بلوچ اور پشتون کو حق نہ دے سکیں تو حکومت اور اسمبلی کا فائدہ کیا ہے؟ اسمبلی کا یہی فائدہ قانون سازی ہوتی ہے ہمارے پاس اتنے دانشور نہیں ہیں کہ ہم کس بنیاد پر قانون سازی کریں یہاں پر قانون سازی نہیں ہوتی ہے۔ سوال جواب ادھر سے ہماری طرف سے سوالات کا مبینہ ہوتا ہے۔ اور حکومت کی طرف سے یقین دہانیاں "یقین دہانی یہ ہو جائے گا" دفتر میں ڈسکس کریں گے۔ یہ سب جو ہے فالتو بے مقصد باتیں ہیں۔ اصل بات جو ہے بجٹ کی ہے۔ بجٹ ہم واقعی پاس کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ ہمارے پاس اتنی بجٹ نہیں ہے کہ ہم عوام کے لئے خرچ کریں۔ آپ کے ہاتھ پر ہم بیعت کریں گے اور اسمبلی کے ممبرشپ سے استعفیٰ دیں گے۔

جناب اسپیکر : میر عبدالنبی جمالی صاحب۔

مسٹر ارجن داس بگٹی : جناب ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے چونکہ چیف منسٹر آج اسلام آباد جا رہے ہیں اسی فورم پر نوابزادہ سلیم اکبر بگٹی اور میری طرف سے ڈیرہ بگٹی میں کرفیو کے سلسلے میں ہمارے نوٹس میں ہے کہ علاقے میں کرفیو رات کے دس بجے سے صبح تک چل رہا ہے۔ قائد ایوان صاحب نے جیسے کہ اشورنس دی تھی کہ وہ کرفیو جلد اٹھایا جائے گا۔ قائد ایوان سے میں اس بارے میں وضاحت بھی چاہوں گا۔

جناب اسپیکر : میر عبدالنبی جمالی۔

میر عبدالنبی جمالی (وزیر) : جناب اسپیکر! ہمارے کولیگز نے خاص کر مولانا صاحب نے جعفر مندوخیل نے اور دوسرے بھائیوں نے جو تقاریر کیں ہیں۔ بڑی معقول اور اس میں بہت وزن ہے۔ ہماری بجٹ میں جو کمی ہے اس سے بجٹ نہیں بنے گا۔ مجھے تو یہ خدشہ ہے کہ شاید یہ ایسے "اردتا" کیا جا رہا ہے۔ پتہ ہوتے ہوئے جب پیسے نہ دیئے جائیں۔ اور ہر چیز کا فیڈرل گورنمنٹ کو پتہ ہے۔ کہ ان کی بجٹ اتنی ہونی چاہیے۔ کتنے اخراجات ہیں کتنے نان ڈویلپمنٹ اخراجات ہیں۔ وہ سب کو پتہ ہے مجھے یہ خدشہ ہے۔ کہ یہ نہ دینے والی جو بات ہے کہ یہ بجٹ نہ پاس ہوگا اسمبلی ٹوٹ جائے گی اور اسمبلی

ٹوٹنے سے پھر صوبے میں ان کا راج ہو جائے گا صرف اس صوبے میں ان کا راج نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان کے جو آئیٹمز ہیں ان کو پچھلے دو چار مہینوں میں پڑھتے جائیں ہر آئیٹم پر انہوں نے ٹیکس بڑھایا ہے۔ اور اپنے لئے وہ بجٹ زیادہ سے زیادہ کرتے جا رہے ہیں۔ لیکن ہمارے لئے بجٹ نہ ہونا یا نہ دینا کسی کو نہ ماننا مجھے ایسے لگتا ہے اس اسمبلی کو انڈار یکٹلی فیل کیا جارہا ہے۔ اور ہو سکتا ہے میرا خدشہ جب یہ کیس سامنے آئے اور یہ حقیقت بن جائے اس کے برعکس میں معافی چاہتا ہوں میں کسی کو ذاتی طور پر نہیں کہہ رہا ہوں۔ کسی سے ہم کلام نہیں۔ اپنے آدمی اس کے سیف یا دوسری چیزوں میں ان کو وہ اجاگر کر رہے ہیں ہمیں پیسہ نہ دے کر کے مجھے تو یہ اندیشہ ہے کہ ہمیں ڈاؤن کیا جا رہا ہے۔ اس کے لئے گراؤنڈ بنایا جا رہا ہے کہ اس کی پارٹی بھی اس صوبے میں اکثریت لے سکے۔ میں ان خدشات کے ساتھ گزارش کرتا ہوں بے نظیر صاحبہ سے اور صدر صاحب سے اس ہاؤس کے توسط سے خدارا اس صوبے کو اپنا صوبہ سمجھو۔ یہ بھی آپ کا حصہ ہے بہت بڑا صوبہ ہے آپ اس پر نظر رکھیں جناب والا! جب بھی کوئی اسکیم شروع ہوتی ہے ہائی وے شروع ہوتا ہے۔ کوئی اسکیم شروع ہوتی ہے تو لاہور سے شروع ہوتی ہے۔ اسلام آباد سے شروع ہوتی ہے ہم تو ترس گئے ہیں کہ بلوچستان سے بھی کوئی اسکیم شروع ہو۔

وہ اسٹارٹ یہاں سے کریں تاکہ ہم بھی دیکھیں ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ مشکلیں تو ہم کچھ نہیں دیکھ سکیں گے۔ وہاں سے جو چیز اسٹارٹ ہوتی ہے تو وہ یہاں تک پہنچتے پہنچتے ہماری چار پشتیں گزر جائیں گی۔ ان کو تو سال دو سال میں شمولیت مل جاتی ہے گورنمنٹ تبدیل ہو جاتی ہے وہ سہولت ان کے لئے رہ جاتی ہے ہمارے لئے کچھ نہیں ہوتا۔ تو میں گزارش کروں گا کہ ہر صوبے کو ایک نظر دیکھا جائے اور کم از کم غریب صوبے کی مدد کی جائے یہ اسلام کا بھی حکم ہے میری نگاہ میں اسلام میں سب سے

افضل عدل ہے جب عدل نہ ہو وہ ملک نہیں چل سکتا۔ جب عدل نہ ہو شہری حقوق محفوظ نہیں رہ سکتے۔ تو مہربانی کریں میری گزارش ہے سی ایم صاحب سے بھی - آپ مضبوط بن جائیں۔ جیسے مولانا صاحب نے کہا ہم استعفیٰ دینے کے لئے بالکل تیار ہیں اگر حق نہیں ملا۔ یہ نہیں کہ اپوزیشن والے استعفیٰ دیں گے اور ہم ٹریژری بنچز والے نہیں دیں گے۔ جب بلوچستان کو کچھ نہیں ملے گا تو ہم اس کو چلائیں گے کیسے ہماری گاڑیاں تیل کے بغیر کیسے چلیں گی یہی وجہ ہے ہمارے بڑے بڑے لیڈروں کو اس طریقے سے ڈاؤن کرکے ان کو رد کرکے، خراب کرکے' ان کو بدنام کیا جارہا ہے۔ پتہ نہیں یہ سیلاب جا کر کہاں رکے - میں گزارش کرتا ہوں کہ آپ پچھلی دفعہ سے زیادہ دیں اب مہنگائی بڑھتی جا رہی تنخواہیں بڑھتی جا رہی ہیں - یہ سب چیزیں بڑھتی جا رہی ہیں آپ کم نہ کریں بلکہ زیادہ دیں۔

جناب اسپیکر : کوئی اور صاحب

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر) : مولانا صاحب نے کچھ اچھی تجاویز پیش کی ہیں میں اس سلسلے میں کچھ وضاحت کروں گا۔ انہوں نے نان ڈویلپمنٹ کی بات کی ہے کہ اس میں کٹ لگائیں۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے سارے صوبے میں اس کو زیادہ کٹ لگایا ہے این ایف سی میں کہا گیا ہے کہ نان ڈویلپمنٹ آپ چودہ پرسنٹ پر چلائیں ہم نے 93-94ء میں دس پرسنٹ پر رکھا ہے۔ 94-95ء میں ہم نے بارہ پرسنٹ پر رکھا ہوا ہے ابھی وہ حالت آگئی ہے کہ اگر ہم اس کو مزید کم کرتے ہیں۔ ہر بلڈنگ کی ریپئیر بھی ہوتی ہے۔ لیکن پھر بھی ہم انشاء اللہ کوشش کریں گے جتنا کم کریں گے بجٹ میں ان کی تجاویز کا خیر مقدم کریں گے۔ اگر وہ چاہتے ہیں تو بجٹ کو ہم اس دفعہ اردو میں بھی چھاپ دیں گے۔ بجٹ پر بریفنگ کے لئے جب ہم اسلام آباد سے واپس آئیں گے تمام پارلیمانی پارٹیوں کے لیڈروں کو بلائیں گے اور مکمل بریفنگ دیں گے۔ اور ہماری فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ جو ڈیل ہے اس میں شامل کریں گے۔ انہوں نے

کہا کہ ہم خسارے کا بجٹ پیش کرتے رہے ہیں اس کو سرپلس بجٹ نہیں پیش کرنا چاہتے زیادہ دینا چاہئے۔ یہ ایک اہم ضرورت بھی ہے دوسرے صوبے بھی یہی کر رہے ہیں لیکن ہمارے لئے مسئلہ ہے اگر سرپلس نہ شو کریں تو ہم ڈویلپمنٹ سائیڈ کو بڑھا کر اور ڈیفیشٹ بجٹ پیش کریں۔

اس میں یہ ہوتا ہے کہ ہماری رسکیو کے لئے کوئی نہیں آئے گا جب خرچیاں زیادہ ہوجائیں گی۔ سندھ اور پنجاب اگر نقصان کا بجٹ بھی پیش کرلیں تو اسٹیٹ بینک ان کو پانچ ارب تک بھی قرضے دیتا ہے۔ گرانٹ کی صورت میں صرف سندھ کو پانچ ارب روپے ملے۔ وہ گرانٹس سے بھی پورا کرلیتے ہیں جبکہ ہمارے لئے اس کو پورا کرنا مشکل ہوگا۔ یہ ایک اہم پوائنٹ انہوں نے چھیڑا ہے اس چیز پر جب میٹنگ ہوگی تو صلاح مشورہ کرکے اس کے مطابق کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ اخراجات کم کریں۔ وہیکل خاص کم کریں میں بتاتا ہوں اسلم رئیسانی صاحب نے جو 1990ء میں گاڑی خریدی تھی وہ آج تک میں چلا رہا ہوں میں ڈوب گیا تھا گاڑی راستے میں خراب ہوگئی میں ان کی گاڑی میں واپس آیا۔ اتنی پرانی ہوگئی کہ چلنے کے قابل نہیں رہی۔ آپ کے پاس بھی ایسی گاڑی ہوگی جو چلنے کے قابل ہوگی۔ یہ جو موجودہ حکومت ہے اس نے وہیکل پر شروع سے پابندی رکھی ہے۔ میں ایک فائل سی ایم کے پاس لے گیا۔ پی ایس کے لئے ایک کار خرید رہے ہیں اس پر بھی کہا ٹھیک ہے ہم نے سب پر پابندی لگائی ہے آپ پر بھی لگنی چاہئے۔ آئندہ بجٹ پر اخراجات زیادہ ہوتے رہتے ہیں وزیراعلیٰ جب جاتے ہیں کسی ڈویژن یا علاقے میں تو دوروں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دیکھ لیا جائے کہ سیلاب آگیا ہے۔ وہ انویسٹمنٹ کرتے ہیں جو ہمارے ساتھ گزارش ہوتا ہے ہم اس کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں میں سب دوستوں کو یقین دلاتا ہوں کہ بجٹ میں ہم سب سے یکساں سلوک کریں گے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر : شکریہ سوال یہ ہے کہ قرارداد کو منظور کیا جائے۔

(قرارداد منظور کی گئی)

جناب اسپیکر : میر محمد اکرم صاحب مشترکہ قرارداد پیش کریں۔

مشترکہ قرارداد نمبر13 منجانب ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ' وزیر تعلیم و محمد اکرم بلوچ' وزیر اطلاعات و ثقافت

میر محمد اکرم (وزیر) : میں قرارداد پیش کرتا ہوں کہ گوادر شہر بجلی کی عدم فراہمی کی وجہ سے طویل عرصہ سے تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے۔ شہری شدید مشکلات کا شکار ہیں اور بجلی کی بحالی کے لئے سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔ اور موجودہ پرانے جنریٹرز بھی ناکارہ ہوچکے ہیں۔ محکمہ واپڈا کی عدم دلچسپی کی بناء پر بجلی کی فراہمی تعطل کا شکار ہے۔ گوادر شہر کی ایک بہت بڑی اہمیت یہ ہوگئی ہے کہ یہاں پر پاکستان کی سب سے بڑی ڈیپ سی بندرگاہ تعمیر کی جارہی ہے۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت (محکمہ واپڈا) سے فوری طور پر رجوع کرے کہ محکمہ واپڈا موجودہ جنریٹرز کی فوری مرمت کا انتظام کرے اور مستقل بنیادوں پر گوادر شہر کو پسی پاور اسٹیشن سے منسلک کرکے بجلی فراہم کرنے کا بندوبست کیا جائے۔

جناب اسپیکر : قرارداد پیش ہوئی۔ سوال یہ ہے کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔

(قرارداد منظور کی گئی)

جناب اسپیکر : اب اسمبلی کی کارروائی مورخہ 30 مئی 1996ء صبح گیارہ بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کی کارروائی ایک بجے دوپہر 30 مئی 1996ء صبح گیارہ بجے تک کے لئے ملتوی ہوگئی)